عقیدہ توحید اور

دین خانقاہی (صوفی ازم)

مصنف: محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ

جامعہ ملک سعود ، الریاض ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

حدیث پبلیکیشنز

۲۔شیش محل روڈ لاہور

فون:7232808

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ

''اے دنیا کے لوگو! آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے''

m اے اسرائیل کے بیٹو ! تمہارا ایمان یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے تھے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ انہیں موت آئی۔ کبھی تم نے غور کیا کہ اللہ کی ذات '' حیّ'' اور ''قیوم'' ہے اور اس کے بیٹے میں بھی یہ صفات ہونی چاہئے تھیں' تو پھر حضرت عزیز علیہ السلام کو موت کیوں آئی ؟ جسے موت آئے وہ اللہ کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟

☆☆☆

m اے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حواریو ! تمہارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سُولی دیئے گئے' کبھی تم نے غور کیا کہ اللہ تو زبردست قوت والا اور ہر ایک پر غالب ہے پھر اس کا بیٹا اتنا کمزور اور بے بس کیوں تھا کہ سُولی چڑھا دیا گیا' جو سولی پر چڑھا دیا گیا' وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے؟

☆☆☆

m اے ہندومت کے پیروکارو ! تمہارا ایمان ہے کہ دنیا میں ۳۳ کروڑ بھگوان ہیں' ہر آدمی اپنا اپنا بھگوان الگ رکھتا ہے گویا ہر آدمی کا اپنا بھگوان ہے جو اس کی حاجتیں اور مُرادیں پوری کرنے پر قادر ہے جبکہ باقی ۳۲ کروڑ ۹۹ لاکھ ۹۹ ہزار ۹ سو ۹۹ بھگوان اس کی ضرورتیں پوری

کرنے سے عاجز اور بے بس ہیں' تو پھر انہیں میں سے ایک بھگوان حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے؟

☆☆☆

m اے بدھ مت کے ماننے والو ! تمہارا ایمان ہے کہ گوتم بُدھ عالمگیر سچّائی کی تلاش میں برس ہا برس میدانوں' جنگلوں اور صحراؤں میں پھرتا رہا' کبھی تم نے غور کیا کہ جو شخص خود ایک عالمگیر سچّائی کی تلاش میں طویل مدت تک سرگرداں رہا۔ وہ خود عالمگیر سچائی کیسے بن سکتا ہے؟

☆☆☆

m اے ائمہ معصومین کے ماننے والو ! تمہارا ایمان ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ امام کے حکم واقتدار کے آگے سرنگوں ہے اور یہ دعویٰ بھی رکھتے ہو کہ اہلِ بیت پر جو مصیبت اور آفت آئی وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی وجہ سے آئی کبھی تم نے اس پر غور کیا کہ جس کے حکم کے آگے کائنات کا ذرّہ ذرّہ سرنگوں ہوا اس پر آفت اور مصیبت کیسے آسکتی ہے؟ اور جس پر آفت اور مصیبت آجائے وہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا حاکم اور مقتدرِ اعلیٰ کیسے بن سکتا ہے؟

☆☆☆

m اے بزرگان دین اور اولیائے کرام کے ماننے والو ! تمہارا ایمان ہے کہ علی ہجویریؒ خزانے عطا کرتے ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ طوفان سے نجات بخشتے ہیں۔ عبدالقادر جیلانیؒ مصائب اور مشکلات دور کرتے ہیں' امام بری کھوٹی قسمتیں کھری کرتے ہیں اور سلطان باہوؒ اولاد سے نوازتے ہیں۔ کبھی تم نے غور کیا جب علی ہجویریؒ نہیں تھے تو خزانے کون عطا کرتا تھا جب معین الدین چشتیؒ نہیں تھے تو طوفان سے نجات کون بخشتا تھا' جب عبدالقادر جیلانیؒ نہیں تھے تو مصائب

اور مشکلات کون دور کرتا تھا جب امام بریؒ نہیں تھے تو کھوٹی قسمتیں کون کھری کرتا تھا' جب سلطان باہوؒ نہیں تھے تو اولاد کون دیتا تھا؟

☆☆☆

m اے دنیا کے لوگو ! میری بات ذرا غور سے سنو!

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات میں تضاد کبھی نہیں ہوسکتا' لیکن تمہارے عقائد وافکار میں موجود تضاد اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عقائد وافکار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہیں ہیں' تو پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔! اے دنیا کے لوگو! آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف

m ----جس کی تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں۔

m ----جو بنی نوع انسان کی رُوح کو آسودگی اور جسم کی آزادی بخشتا ہے۔

m ----جو بنی نوع انسان کو احترام' عزّت اور عظمت عطا کرتا ہے۔

m ----جو بنی نوع انسان کو امن وسلامتی' عدل وانصاف' مساوات وحریت' اخوت ومحبت جیسی اعلیٰ اقدار کی ضمانت دیتا ہے۔

m ----جو بنی نوع انسان کو جہنم کی آگ سے نجات دلاتا ہے۔

وہ ایک کلمہ ہے

لَااِلٰــهَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں !

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

کیا بہت سے متفرق رب بہتر ہیں، یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے

(سورۃ یوسف، آیت ۳۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ علی رَسُوْلِہِ الامِیْن وَالعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ – أَمَّـا بَعْدُ :

قیامت کے روز انسان کی نجات کا انحصار دو باتوں پر ہوگا (۱) ایمان اور (۲) عمل صالح – ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان، رسالت اور آخرت پر ایمان، فرشتوں اور کتابوں پر ایمان، اچھی یا بری تقدیر پر ایمان ۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''ایمان کی ۷۰ سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل لَااِلٰـہَ اِلَّا اللہُ کہنا (بحوالہ صحیح بخاری) یعنی ایمان کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔

اعمال صالحہ سے مراد وہ اعمال ہیں جو سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں، بلاشبہ نجات اُخروی کے لئے اعمال صالحہ بہت اہمیت رکھتے ہیں لیکن عقیدۂ توحید اور اعمال صالحہ دونوں میں سے عقیدہ توحید کی اہمیت کہیں زیادہ ہے۔

قیامت کے روز عقیدہ توحید کی موجودگی میں اعمال کی کوتاہیوں اور لغزشوں کی معافی تو ہوسکتی ہے لیکن عقیدے میں بگاڑ (کافرانہ، مشرکانہ یا توحید میں شرک کی آمیزش) کی صورت میں زمین وآسمان کی وسعتوں کے برابر بھی صالح اعمال بھی بے کار و بے عبث ثابت ہوں گے سورۃ آل عمران میں میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ کافر لوگ اگر روئے زمین کے برابر بھی سونا صدقہ کریں تو ایمان لائے بغیر ان کا یہ صالح عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ الَّـذِینَ کَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ ھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ أَحَدِ ھِمْ مِّلْ ءُ الاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِـہٖ أُلٰئِکَ لَھُمْ عَذَ ابٌ أَلِیْمٌ وَّ مَا لَھُمْ مِّنْ نَّصِرِیْنَ ﴾

ترجمہ: ''جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں مرے ان میں کوئی اگر (اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے) روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا ایسے لوگوں کے لئے

دردناک عذاب ہے اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا'' (آل عمران: آیت ۹۱)

گویا نہ صرف یہ کہ اُن کے نیک اعمال ضائع ہوں گے بلکہ عقیدہ کفر کی وجہ سے انہیں دردناک عذاب بھی دیا جائے گا اور کوئی ان کی مدد یا سفارش بھی نہیں کر سکے گا سورہ انعام میں انبیاء کرام کی مقدّس جماعت حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت نوح علیہ السلام' حضرت داؤد علیہ السلام' حضرت سلیمان علیہ السلام' حضرت ایوب علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام ' حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت یحیی علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت یسع علیہ السلام' حضرت یونس علیہ السلام' اور حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر خیر کرنے کے بعد اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے ''وَلَوْ أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُونَ ''ترجمہ: ''اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے بھی سب (نیک) اعمال ضائع ہو جاتے'' (سُورہ انعام، آیت نمبر ۸۸)

شرک کی مذمت میں قرآن مجید کی بعض دیگر آیات ملاحظہ ہوں۔

﴿ وَلَقَدْ أُوْحِىَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے نبی تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا کیا کرایا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے'' (سورہ زمر آیت نمبر ۶۵)

﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللهِ اِلٰهًا آخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّ بِيْنَ﴾

ترجمہ: ''پس اے نبی! اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤں گے'' (سورہ شُعراء آیت نمبر ۲۱۳)

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے بڑے فیصلہ کن انداز اور دوٹوک انداز میں یہ بات ارشاد فرما دی ہے کہ شرک کا ارتکاب اگر تم نے بھی کیا تو نہ صرف یہ کہ تمہارے سارے نیک اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے بلکہ دوسرے مشرکین کے ساتھ جہنم کا

عذاب بھی دیا جائے گا۔

سورہ مائدہ میں اِرشادمبارک ہے

﴿اِنَّهُ مَّنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاوٰهُ النَّارُ﴾ (سورہ مائدہ:۷۲)

ترجمہ: ''جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''

سورہ نساء کی ایک آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں شرک کی بخشش ہی نہیں اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے'' (سورہ نساء آیت:۱۱۶)

ان دونوں آیتوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرک نا قابل معافی گناہ ہے ' شرک کے علاوہ کوئی دوسرا گناہ ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نا قابل معافی قرار دیا ہو یا جس کے ارتکاب پر جنت حرام کر دی ہو۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے حالتِ شرک میں مرنے والوں کے لئے بخشش کی دعاء تک کرنے سے منع فرما دیا ہے ارشاد مبارک ہے۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾

ترجمہ: ''نبی اور اہل ایمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں'' (سورہ توبہ:۱۱۳)

اب شرک کی مذمت میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

ا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دس نصیحتیں فرمائیں جن میں سے سرفہرست یہ نصیحت تھی لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَ اِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ قتل کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ (مسند احمد)

۲۔آپ ﷺ نے فرمایا ’’سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو(۱)اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا(۲) جادو (۳)ناحق قتل کرنا(۴) یتیم کا مال کھانا(۵) سود کھانا(۶) میدان جنگ سے بھاگنا(۷) بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا(صحیح مسلم)

۳۔ارشاد نبوی ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کے گناہ معاف کرتا رہتا ہے جب تک کہ اللہ تعالی اور بندے کے درمیان حجاب واقع نہ ہو۔‘‘ صحابہ کرام نے عرض کیا ’’یا رسول اللہ ﷺ حجاب سے کیا مراد ہے؟‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا ’’حجاب کا مطلب یہ ہے کہ انسان مرتے دم تک شرک میں مبتلا رہے‘‘(مسند احمد)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ شرک ہی وہ گناہ ہے جس کے نتیجہ میں انسان کی ہلاکت اور بربادی یقینی ہے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر کی بخشش کے لئے سفارش کریں گے، تو جواب میں اللہ پاک ارشاد فرمائے گا۔ اِنِّی حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ میں نے جنت کافروں کے لئے حرام کردی ہے(صحیح بخاری شریف) یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سفارش ردّ کردی جائے گی۔

۲۔رسول اکرم ﷺ کے چچا جناب ابوطالب کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ انہوں نے آپ کی بعثت مبارک کے بعد ہر مشکل وقت میں بڑی جراءت اور استقامت کے ساتھ آپ کا ساتھ دیا قریش مکہ کے ظلم وستم اور بے پناہ دباؤ کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے شِعبِ ابی طالب کے ایّام اسیری میں آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا ابوجہل وغیرہ نے رسول اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے نوجوانوں کو اکٹھا کر کے حرم شریف لے گئے اور ابوجہل کو علی الاعلان مرنے مارنے کی دھمکی دی جناب ابوطالب زندگی بھر رسول اکرم ﷺ کا اسی طرح ساتھ دیتے رہے جس سال جناب ابوطالب کا انتقال ہوا اور رسول اکرم ﷺ نے اسے غم کا سال(عام الحزن) قرار دیا رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خونی تعلق اور دینی معاملات میں آپ ﷺ کی بھرپور حمایت کے باوجود صرف ایمان نہ لانے کی وجہ سے جناب ابوطالب جہنم میں چلے جائیں گے۔(بحوالہ صحیح مسلم)

۳۔ایک شخص عبداللہ بن جدعان کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ’’وہ صلہ رحمی

کرنے والا اور لوگوں کو کھانا کھلانے والا شخص تھا کیا اس کی یہ نیکیاں بھی قیامت کے روز اس کے کام آئیں گی؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''نہیں کیونکہ اس نے عمر بھر ایک مرتبہ بھی یہ نہیں کہا۔

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب! قیامت کے روز میرے گناہ معاف فرمانا'' (بحوالہ صحیح مسلم) یعنی اس کا نہ اللہ تعالیٰ پر یقین تھا نہ قیامت کے دن پر لہٰذا اس کی ساری نیکیاں اور صالح اعمال برباد ہو جائیں گے۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عقیدۂ توحید کے بغیر نیک اور صالح اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں ذرّہ برابر اجر وثواب کے مستحق نہیں سمجھے جائیں گے۔

شرک کے برعکس عقیدہ توحید قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اللہ کی مغفرت کا باعث بنے گا رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جس نے لَاۤ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کیا اور اسی پر مرا' وہ جنت میں داخل ہوگا'' صحابہ نے عرض کیا ''خواہ زنا کیا ہو خواہ چوری کی ہو؟'' رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہاں ! خواہ زنا کیا ہو' خواہ چوری کی ہو۔'' (صحیح مسلم) ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اے ابن آدم! اگر تو روئے زمین کے برابر گناہ لے کر آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو تو میں روئے زمین کے برابر تجھے مغفرت عطا کروں گا'' (ترمذی شریف) قیامت کے روز ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے پُر ہوں گے وہ آدمی اپنے گناہوں کی وجہ سے مایوس ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا' آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا تمہاری ایک نیکی بھی ہمارے پاس ہے لہٰذا میزان کی جگہ چلے جاؤ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اس کے گناہ ترازوں کے ایک پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے اور نیکی دوسرے پلڑے میں' وہ ایک نیکی تمام گناہوں پر بھاری ہو جائے گی وہ ایک نیکی أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ہوگی (بحوالہ ترمذی شریف) ایک بوڑھا شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یارسول اللہ! ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا ارتکاب نہ کیا ہو روئے زمین کی ساری مخلوق میں اگر میرے گناہ تقسیم کردیئے جائیں تو سب کو لے ڈوبیں میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟'' رسول اکرم ﷺ نے پوچھا کیا اسلام لائے ہو؟'' اس نے عرض کیا ''أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰــــهَ اِلَّا

اللہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ '' آپ نے ارشاد فرمایا'' جا' اللہ معاف کرنے والا اور گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے والا ہے'' اس نے عرض کیا'' کیا میرے سارے گناہ اور جرم معاف ہو جائیں گے؟'' رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' ہاں تیرے سارے گناہ اور جرم معاف ہو جائیں گے''(بحوالہ ابن کثیر)

غور فرمایئے! ایک طرف آپ ﷺ کا حقیقی چچا جس نے عمر بھر دین کے معاملہ میں آپ ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا لیکن عقیدۂ توحید پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ٹھہرا دوسری طرف ایک اجنبی شخص جس کا رسول اکرم ﷺ سے کوئی خونی رشتہ نہیں اور وہ خود اپنے بے پناہ گناہوں کا اعتراف بھی کر رہا ہے محض عقیدۂ توحید پر ایمان لے آنے کی وجہ سے جنت کا مستحق ٹھہرا۔

اس ساری گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قیامت کے دن نجات کا تمام تر دارومدار انسان کے عقیدہ پر ہوگا اگر عقیدہ کتاب وسنت کے مطابق خالص توحید پر مبنی ہوا تو نیک اعمال قابل اجر وثواب ہوں گے' اور گناہ قابل بخشش اور قابل معافی ہوں گے لیکن اگر عقیدہ' توحید کے بجائے شرک پر مبنی ہوا تو روئے زمین کے برابر نیک اعمال بھی نامقبول اور مردود ہوں گے۔

عقیدہ توحید کی وضاحت

توحید کا مادہ'' وحد'' ہے اور اس کے مصادر میں سے'' وحد'' اور'' وحدۃ'' زیادہ مشہور ہیں جس کا مطلب ہے اکیلا اور بے مثال ہونا'' وحید'' یا'' وحد'' اس ہستی کو کہتے ہیں جو اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اکیلی اور بے مثال ہو'' وحد'' کا واو ہمزہ سے بدل کر'' احد'' بنا ہے۔ یہی لفظ سورہ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا اور بے مثال ہے کوئی دوسرا اس جیسا نہیں جو اس کی ذات اور صفات میں شریک ہو۔

توحید کی تین اقسام ہیں۔(۱) توحید ذات (۲) توحید عبادت (۳) توحید صفات۔ ذیل میں ہم تینوں اقسام کی الگ الگ وضاحت پیش کر رہے ہیں۔

1- توحید ذات

توحیدِ ذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا بے مثال اور لاشریک مانا جائے اس کی بیوی ہے نہ اولاد' ماں ہے نہ باپ' وہ کسی کی ذات کا جزء ہے نہ کوئی دوسرا اس کی ذات کا جزء۔

یہودی حضرت عزیرؑ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کے اس باطل عقیدہ کی تردید قرآن مجید میں یوں فرمائی۔

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ نِ ابْنِ اللهِ وَ قَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾

ترجمہ: ''یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا 'اللہ کی مار ان پر یہ کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہیں''۔ (سورہ توبہ آیت ۳۰)

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے اس باطل عقیدہ کی بھی درج ذیل الفاظ میں مذمت فرمائی۔

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهُ بَنِيْنَ وَ بَنَاتٍ بِغَيرِ عِلْمٍ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

ترجمہ: ''لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنا کر رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو جنوں کو پیدا کیا ہے (اسی طرح بعض) لوگوں نے بے جانے بوجھے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں حالانکہ اللہ پاک بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں'' (سورہ انعام: ۱۰۰) بعض مشرک اللہ تعالیٰ کی مخلوق مثلاً فرشتوں' جنوں یا انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدغم سمجھتے تھے (اسے عقیدہ حلول کہا جاتا ہے) بعض مشرک کائنات کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو مدغم کہتے تھے (اسے عقیدہ وحدت الوجود کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان تمام باطل عقائد کی تردید درج ذیل آیت میں فرمادی۔

﴿وَجَعَلُوا لَـهُ مِنْ عِبَادِهِ جُـزْءًا اِنَّ الاِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُبِيْنٌ﴾

ترجمہ: ''لوگوں نے اس کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جزء بنا ڈالا حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلا احسان فراموش ہے'' (سورزخرف:۱۵)

ان ساری آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاندان نہیں۔اس کی بیوی ہے نہ اولاد،ماں ہے نہ باپ' نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات کی کسی (جاندار یا غیر جاندار) چیز میں مدغم ہے' نہ کسی چیز کا جزء ہے نہ ہی کائنات کی کوئی دوسری (جاندار یا غیر جاندار) چیز اللہ تعالیٰ کی ذات میں مدغم ہے' نہ ہی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کا جزء ہے' نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نور سے کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے' نہ ہی کوئی مخلوق اس کے نور کا جزء ہے' رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کو جب ایک لاشریک ہستی کی دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ جس ہستی کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں اس کا حسب نسب کیا ہے وہ کس چیز سے بنا وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے اس نے کس سے وراثت پائی اور اس کا وارث کون ہوگا؟'' ان سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورہ اخلاص نازل فرمائی۔

﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَـدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَـهُ كُفُـوًا أَحَـدٌ﴾

ترجمہ: ''کہو وہ اللہ ہے یکتا' اللہ سب سے بے نیاز ہے سب اس کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

توحید ذات کے بارے میں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش معلّٰی پر جلوہ فرما ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے (۱) البتہ اس کا علم اور قدرت ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔اس عقیدہ کے برعکس کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی ماننا یا کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ اور جزء کہنا یا اللہ تعالیٰ کی ذات ہو ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود سمجھنا شرک فی الذّات کہلاتا ہے۔

---

(۱) : ملاحظہ ہو باب توحید فی الذات مسئلہ نمبر ۳۲

1- توحیدِ عبادت

توحید عبادت یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ کے لئے خاص کیا جائے اور کسی دوسرے کو اس میں شریک نہ کیا جائے قرآن مجید میں عبادت کا لفظ دو مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اولاً پوجا اور پرستش کے معنوں میں جیسا کہ درج ذیل آیت سے ظاہر ہے۔

﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾

ترجمہ: ''سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم واقعی اللہ کی عبادت کرنے والے ہو''۔ (سورہ حم سجدہ: ۳۷)

ثانیاً اطاعت اور فرمانبرداری کے معنی میں جیسا کہ درج ذیل آیت سے ظاہر ہے۔

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یَا بَنِیْ آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطَانَ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾

ترجمہ: ''اے آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت (پیروی) نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔ (سورہ یس آیت: ۶۰)

پہلے مفہوم یعنی پوجا اور پرستش کے اعتبار سے توحید عبادت یہ ہوگی کہ ہر طرح کی عبادت مثلاً نماز اور نماز کی دست بستہ قیام' رکوع' سجدہ' نذر و نیاز' صدقہ' خیرات' قربانی' طواف' اعتکاف' دعا' پکار' فریاد' استعانت' (مدد طلب کرنا) استعاذہ (پناہ طلب کرنا) رضا طلبی' توکل خوف اور محبت (۲) سب کی سب صرف اللہ ہی کے

---

(۲): اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ بہت سی دوسری چیزوں کی محبت دل میں ہونا قدرتی بات ہے' مثلاً والدین' بیوی بچے' عزیز و اقارب' مال و دولت' جاہ وحشمت' سب چیزوں سے انسان محبت کرتا ہے' لیکن جو چیز مطلوب ہے وہ یہ کہ ان چیزوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ ہونے پائے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے راستے میں رکاوٹ بن جائے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خوف کے علاوہ دوسرے بہت سے خوف دل میں ہونا قدرتی بات ہے بیماری' موت' کاروبار' دشمن وغیرہ کا خوف لیکن یہ سارے خوف چونکہ ظاہری اسباب کے تحت ہیں اس لئے ان میں مبتلا ہونا شرک نہیں' البتہ ماورائے اسباب طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی دیوی دیوتا' بھوت پریت' جنات یا فوت شدہ بزرگوں کو خوف انسان کو مشرک بنا دیتا ہے۔

لئے ہوں ان میں تمام مراسم عبودیت میں سے کوئی ایک بھی اللہ کے علاوہ کسی کے لئے ادا کی گئی تو وہ شرک فی العبادت ہوگا۔

دوسرے مفہوم یعنی اطاعت اور فرمانبرداری کے اعتبار سے توحیدِ عبادت یہ ہوگی کہ زندگی کے تمام معاملات میں اطاعت اور فرمانبرداری صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کی کی جائے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے حکم یا قانون کی پیروی کرنا خواہ اپنا نفس ہو یا آباء واجداد' مذہبی پیشوا ہوں یا سیاسی رہنما 'شیطان ہو یا طاغوت ویسا ہی شرک فی العبادت ہوگا جیسا اللہ تعالیٰ کی پرستش اور پوجا میں کسی غیر اللہ کو شریک بنانے کا شرک ہے۔سورہ فرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ﴾ (سورہ فرقان آیت:۴۳)

ترجمہ:''کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا''

اس آیت میں واضح طور پر نفس کی پیروی اختیار کرنے والے کو اپنا الٰہ بنالینا کہا گیا ہے جو کہ شرک ہے۔(۱)

سورہ انعام کی ایک آیت ملاحظہ ہو ارشاد خداوندی ہے۔

﴿وَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾

ترجمہ:''بے شک شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک وشبہات القاء کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو تم یقیناً مشرک ہو'' (سورہ انعام آیت:۱۲۱)

اس آیت میں شیطان کی اطاعت اور پیروی کو واضح الفاظ میں شرک کہا گیا ہے سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت:۴۴)

ترجمہ:''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ دیں وہی کافر ہیں''۔

---

(۱): یاد رہے بشری تقاضوں کے تحت معصیت کا ارتکاب شرک نہیں بلکہ فسق ہے' جو نیک اعمال یا توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔

سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۴۵ اور ۴۷ میں بھی اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو ظالم اور فاسق بھی کہا گیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کی پیروی کے مقابلے میں کسی دوسرے کے قانون کی پیروی کرنے والا شخص مشرک اور کافر بھی ہے، فاسق اور ظالم بھی ہے۔

عبادت کے دونوں مفہوم سامنے رکھیں جائیں تو توحید عبادت یہ ہوگی کہ ہر قسم کے مراسم عبودیت یعنی نماز، روزہ، حج، زکاۃ، صدقات، رکوع وسجود، نذرونیاز، طواف واعتکاف، دعا وپکار، استعانت واستغاثہ، اطاعت وغلامی، فرمانبرداری اور پیروی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے ان ساری چیزوں میں سے کسی ایک میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی العبادت ہوگا۔

3- توحید صفات

توحیدِ صفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام صفات میں جو کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، یکتا، بے مثال اور لاشریک مانا جائے، اللہ تعالیٰ کی صفات اس قدر بے حساب ہیں کہ انسان کے لئے ان کا شمار کرنا تو کیا ان کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے۔ سورہ کہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَ ادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّىْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَ دًا﴾

ترجمہ: ''اے نبی، کہو اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے روشنائی بن جائیں تو وہ ختم ہو جائیں لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے بلکہ اتنی ہی روشنی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے''۔ (سورہ کہف آیت ۱۰۹)

سورہ لقمان میں ارشادِ مبارک ہے۔

﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: ''زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے

جسے مزید سات سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ (سورہ لقمان' آیت: ۲۷)

مذکورہ دونوں آیتوں میں کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں' ان آیات کی رو سے ہرگز یہ تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ کیا واقعی اللہ تعالیٰ کی صفات اس قدر لامحدود ہو سکتی ہیں کہ اس دنیا کے سارے درختوں کی قلمیں اور سمندروں کی روشنائی مل کر بھی ان کو احاطۂ تحریر میں نہیں لا سکتیں۔

ہم یہاں مثال کے طور پر صرف ایک صفت کا تذکرہ کر رہے ہیں اس سے دوسرے صفات پر قیاس کر کے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''سَمِیْعٌ'' ہے جس کا مطلب ہے ہمیشہ سننے والا' غور فرمائیے اللہ تعالیٰ چند دنوں یا چند مہینوں یا چند سالوں سے نہیں بلکہ ہزار ہا سال سے بیک وقت لاکھوں نہیں اربوں انسانوں کی دعائیں' فریادیں' سرگوشیاں اور گفتگو سن رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی دعا اور پکار سننے اور ہر شخص کے بارے میں الگ الگ فیصلے کرنے میں کبھی کوئی دقت یا دشواری پیش نہیں آئی نہ ہی کبھی تکان لاحق ہوئی ہے دوران حج ذرا میدان عرفات کا تصور کیجئے جہاں پندرہ بیس لاکھ افراد بیک وقت مسلسل اپنے خالق کے حضور فریاد و فغاں اور آہ و بکا میں مصروف ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا اور فریاد سن رہا ہوتا ہے' ہر شخص کی مرادوں اور حاجتوں سے واقف ہوتا ہے ہر شخص کے دلوں کے راز سے آگاہ ہوتا ہے اور پھر اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہر شخص کے بارے میں الگ الگ فیصلے بھی صادر فرماتا ہے نہ اس سے بھول چوک ہوتی ہے' نہ ظلم اور زیادتی ہوتی ہے' نہ کوئی دقت اور مشکل پیش آتی ہے اور پھر یہ کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ میدان عرفات کے علاوہ باقی ساری دنیا کے اربوں انسانوں کی گفتگو' دعا' پکار' فریاد وغیرہ سن رہا ہوتا ہے۔

یہ سارا معاملہ تو کائنات میں بسنے والی صرف ایک مخلوق ''انسان'' کا ہے ایسا ہی معاملہ جنات کا ہے جو انسانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے مکلّف ہیں نہ معلوم کتنی تعداد میں جنات بیک وقت اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد و فغاں میں مصروف رہتے ہیں جنہیں اللہ کریم سن رہا ہے اور ان کی حاجتیں اور مرادیں پوری فرما رہا ہے' جن وانس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ایک اور مخلوق 'ملائکہ' ہے جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے' اسے بھی اللہ تعالیٰ سن رہا ہے۔

جن وانس وملائکہ کے علاوہ خشکی میں بسنے والی دیگر بے شمار مخلوقات جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے(۱)۔وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء تحمید وتقدیس میں مشغول ہیں جسے وہ سن رہا ہے اسی طرح سمندروں اور دریاؤں میں بسنے والی نیز فضاؤں میں اڑنے والی بے شمار مخلوق اس کی حمد وثناء کر رہی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بابرکات ان سب میں سے ایک ایک کی دعا اور پکار سن رہی ہے۔

زندہ مخلوق کے علاوہ کائنات کی دیگر اشیاء مثلاً حجر' شجر' چاند' ستارے' زمین وآسمان' پہاڑ' حتیٰ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہے(۲)۔جسے اللہ تعالیٰ سن رہا ہے' کہا جاتا ہے کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ کائنات میں اور بھی بہت سی دنیائیں ہیں جن میں دوسری بہت سی مخلوقات بستی ہیں' اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی بھی دعا وپکار سن رہا ہے' غور فرمایئے اس قدر لاتعداد جاندار اور غیر جاندار مخلوق کی دعائیں' فریادیں' تسبیح وتحمید اور تقدیس اللہ تعالیٰ بیک وقت سن رہا ہے اور یہ سماعت اللہ تعالیٰ کو نہ تھکاتی ہے اور نہ دیگر کاموں سے غافل کرتی ہے نہ نظام کائنات ہی میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے: **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمُ .**

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''سَمِيْعٌ'' ہی ایسی ہے جسے کما حقہ سمجھنا تو دور کی بات ' تصور میں لانا بھی محال ہے اسی ایک صفت سے اللہ تعالیٰ کی دیگر لامحدود صفات مثلاً مالک الملک' خالق' رازق

---

۱ ۔**وَمَا يَعْلَمُ جنود ربک الا هو** (۷۴ : ۳۱) تیرے رب کے لشکروں (کی تعداد) کو خود اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔(سورہ مدثر آیت ۳۱)

۲ ۔**يُسبح له السموات السبع ومن فيهن وان من شیء الا يسبح بحمده لا تفقهون تسبيحهم** (۱۷ : ۴۴) ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سب اس کی تسبیح کر رہے ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم لوگ ان کی تسبیح (کا طریقہ اور زبان) نہیں سمجھتے (سورہ بنی اسرائیل آیت ۴۴)

۳ ۔لحہ بھر کے لئے غور فرمایئے کہ انسانی قوت سماعت کا یہ عالم ہے کہ بیک وقت دو آدمیوں کی بات سننے پر کوئی انسان قادر نہیں جو انسان اپنی زندگی میں بقائمی ہوش وحواس بیک وقت دو آدمیوں کی بات سننے پر قادر نہیں مرنے کے بعد وہ بیک وقت سینکڑوں یا ہزاروں آدمیوں کی فریادیں سننے پر کیسے قادر ہو سکتے

ہیں، مصور، عزیز، متکبر، خبیر، علیم، حکیم، رحیم، کریم، عظیم، قیوم، غفور، رحمٰن، کبیر، قوی، مجیب، رقیب، حمید، صمد، قادر، اول، آخر، تواب، رؤف، غنی، ذوالجلال والاکرام وغیرہ پر قیاس کر لیجئے اور پھر سورۃ کہف اور سورہ لقمان کی مذکورہ بالا آیات پر غور کیجئے کہ اللہ کریم نے کس قدر حق بات ارشاد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات یا ان میں سے کسی ایک صفت میں کسی دوسرے کو شریک سمجھنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

عقیدہ توحید بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑی رحمت ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال ایک ایسے پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری ہوں، شاخیں آسمان کی بلندیوں تک پہنچی ہوں اور جو مسلسل بہترین پھل پھول دیئے چلا جارہا ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿أَلَمْ تَـرَ كَيْفَ ضَـرَبَ اللهُ مَثَلاً كَلِمَـةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآء ، تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾

ترجمہ: ’’کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال کس چیز سے دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ایسی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے‘‘، (سورہ ابراہیم آیت: ۲۴-۲۵)

کلمہ طیبہ کی اس مثال سے مندرجہ ذیل تین باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) اس درخت کی بنیاد بڑی مضبوط ہے زمانے کے شدید طوفان، آندھیاں اور زلزلے بھی اس درخت کو اکھاڑ نہیں سکتے۔

(۲) کلمہ طیبہ کا درخت نشوونما کے اعتبار سے اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا کلمہ طیبہ ایک ایسی عالمگیر سچائی ہے جسے کائنات کے ذرے ذرے کی تائید حاصل ہوتی ہے اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی لہٰذا وہ اپنی طبعی نشوونما میں آسمان تک پہنچ جاتا ہے یہی بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح واضح فرمائی کہ ’’جب انسان سچے دل سے لَا اِلٰـــــــہَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کرتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش الٰہی کی طرف بڑھتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے"۔(ترمذی)

(۳) کلمہ طیبہ کا درخت اپنے ثمرات اور نتائج کے اعتبار سے اس قدر بابرکت اور کثیر الفوائد ہے کہ اس پر کبھی خزاں نہیں آتی اس کے فیض کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا بلکہ جس زمین (دل) میں وہ جڑ پکڑتا ہے اسے ہر زمانے میں بہترین ثمرات سے فیض یاب کرتا رہتا ہے' بلاشبہ کلمہ توحید اپنے اندر انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے بے پناہ ثمرات اور فوائد رکھتا ہے اور یوں یہ عقیدہ بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔ ذیل میں ہم عقیدہ توحید کی بعض برکات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

استقامت اور ثابت قدمی

طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں اہل ایمان کی استقامت' عزیمت اور ثابت قدمی کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے جب دوپہر کی گرمی شباب پر ہوتی تو مکہ کے پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ کر کہتا خدا کی قسم' تو اسی طرح پڑا رہے یہاں تک کہ مر جائے یا محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی یہی فرماتے احد' احد (اللہ تعالیٰ ایک ہے 'اللہ تعالیٰ ایک ہے)

(ب) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ قبیلہ خزاعہ کی ایک عوت اُمِ انمار کے غلام تھے انہیں کئی بار دہکتے انگاروں پر لٹا کر اوپر سے پتھر رکھ دیا گیا کہ اٹھ نہ سکیں لیکن تسلیم و رضا کا یہ پیکر اس جنونی ظلم و ستم کے باوجود اپنے دین و ایمان پر قائم رہا۔

(ج) ایک ضعیف العمر خاتون' حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا کو لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں زمین پر لٹا دیا جاتا اور کہا جاتا کہ محمد ﷺ کا انکار کرو' حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اسی ظلم و ستم کے نتیجے میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی لیکن راہ حق سے لمحہ بھر کے لئے ہٹنا گوارا نہ کیا۔

(د) حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ دوران سفر جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے ہاتھ لگ گئے مسیلمہ کذّاب صحابی رسول ﷺ حضرت حبیب کا ایک ایک بند کاٹتا جاتا اور کہتا کہ مجھے رسول مانو حضرت حبیب انکار کرتے جاتے اسی طرح سارے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے لیکن وہ پیکر صبر و ثبات اپنے ایمان پر پہاڑ کی سی مضبوطی کے ساتھ جما رہا۔

تاریخ اسلام کے یہ چند واقعات محض مثال کے طور پر پیش کئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام کا کوئی دور ایسے واقعات سے خالی نہیں رہا تاریخ کے طالب علم کے لئے یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اہل ایمان نے ان نا قابل بیان اور نا قابل تصور ظلم کے مقابلے میں جس حیران کن استقامت اور ثبات کا مظاہرہ کیا اس کا اصل سبب کیا تھا؟ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے سورۃ ابراہیم میں کلمہ طیبہ کی تمثیل کے فوراً بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الحَيَاةِ الدُنْيَا وَ فِي الآخِرَةِ ﴾

ترجمہ: ''ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ ایک قول ثابت (کلمہ طیبہ) کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ ثبات عطا کرتا ہے'' (سورۃ ابراہیم:۲۷)

گویا یہ عقیدۂ توحید ہی کا فیضان ہے کہ باطل عقائد و افکار کا طوفان ہو یا رنج والم کی یورش' جابر اور قاہر حکمرانوں کی چیرہ دستیاں ہوں یا طاغوتی قوتوں کا ظلم وستم' کوئی چیز بھی اہل توحید کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کرسکتی۔

مذکورہ آیت کریمہ میں دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اہل توحید کو ثبات کی خوشخبری دی گئی ہے آخرت سے یہاں مراد قبر ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جب مومن کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس (سوال جواب کے لیے) فرشتہ بھیجا جاتا ہے تب مومن لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ کی گواہی دیتا ہے' یہی مطلب ہے اللہ کے فرمان کا یُثَبِّتُ اللهُ الَّذِیْنَ آمَنُوا............ (بخاری)

گویا قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ثبات بھی اسی عقیدہ توحید کی برکت سے حاصل ہوگا

(۲) عزت نفس اور خودی کا تحفظ

شرک انسانوں کو بے شمار خیالی اور وہمی قوتوں کے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے' دیوی دیوتاؤں کا خوف' مظاہر قدرت کا خوف' بھوت پریت اور جنات کا خوف' زندہ اور مردہ انسانوں کے آستانوں کا خوف ' جابر اور قاہر حکمرانوں کا خوف' اسی خوف کے نتیجے میں انسان ایسی اخلاقی اور مذہبی پستیوں میں گرتا چلا جاتا ہے کہ آدمیت اور انسانیت منہ چھپانے لگتی ہے' جبکہ عقیدہ توحید انسان کو ایسی تمام واہمی اور خیالی قوتوں کے خوف سے بے نیاز کر کے روح اور جسم کو آزادی عطا کرتا ہے انسان کو عزّتِ نفس اور احترام آدمیت کا احساس دلاتا ہے' ہر آن اسے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ (یعنی ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا فرمائی ہے) اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (یعنی ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے) کا فرمان الٰہی یاد دلاتا رہتا ہے یہی عقیدہ توحید انسان کو خودی کے بلند مقام پر لا کھڑا کرتا ہے' حکیم الامت علامہ اقبال نے اس نکتے کی ترجمانی درج ذیل شعر میں بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے۔

خودی کا سرِّ نہاں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ   خودی کا تیغ فشاں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

مساوات اور عدل اجتماعی

عقیدۂ توحید ہی یہ تصور بھی پیش کرتا ہے کہ ساری مخلوق کا خالق' رازق اور مالک صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے اسی نے آدم کو مٹی سے بنایا اور باقی تمام انسان آدم علیہ السلام سے پیدا کئے' خواہ کوئی مشرق میں ہے یا مغرب میں' امریکہ میں ہے یا افریقہ میں' کالا ہے یا گورا' سفید ہے یا سرخ' عربی ہے یا عجمی سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں سب کے حقوق یکساں ہیں سب کی عزت اور احترام یکساں ہیں۔کوئی کسی کو اپنا محکوم نہ سمجھے کوئی کسی کو اپنا غلام نہ بنائے کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے کوئی کسی کو حقیر اور کمتر نہ جانے کوئی کسی کا حق غصب نہ کرے ساری خلقت ایک ہی درجہ کے انسان ہیں' لہٰذا سارے انسان صرف ایک ہی معبود کے آگے جھکیں ' صرف ایک ہی ذات کے حکم اور قانون کے آگے سر تسلیم خم کریں' صرف ایک ہی ہستی کے غلام اور بندے بن کر رہیں۔عقیدۂ توحید کی اس تعلیم نے اسلامی معاشرے میں ذات پات' غلامی اور محکومی' ظلم اور استحصال

’حقارت اور نفرت جیسی منفی اقدار کی بیخ کنی کر کے محبت واخوت‘ خلوص و ہمدردی‘ امن وسلامتی اور مساوات وعدلِ اجتماعی جیسی اعلیٰ اقدار کو مُسلم معاشرہ میں جاری وساری کر دیا۔

روحانی سکون

شرک کائنات کا سب سے بڑا جھوٹ‘ انسان کی ذات اور گردوپیش میں موجود ہزاروں نہیں کروڑوں ایسی واضح نشانیاں اور دلائل موجود ہیں جو شرک کی تردید کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشرک کی نظریاتی اور عملی زندگی میں مشرق ومغرب کا تضاد پایا جاتا ہے اس کی روح ہمیشہ اضطراب اور دل ودماغ انتشار کا شکار رہتے ہیں‘ وہ مسلسل شکوک وشبہات‘ بے یقینی اور ٹوٹ پھوٹ کی کیفیت سے دوچار رہتا ہے جبکہ عقیدۂ توحید اس کائنات کی سب سے بڑی عالمگیر سچائی ہے۔ انسان کی اپنی ذات کے اندر سینکڑوں نہیں کروڑوں نشانیاں توحید کی گواہی دینے کے لئے موجود ہیں کائنات کا ذرّہ ذرّہ عقیدۂ توحید کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔

عقیدۂ توحید انسان کی فطرت اور جبلت کے عین مطابق ہے یا یوں کہئے کہ پیدائشی طور پر انسان کو موحد تخلیق کیا گیا ہے خود قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾

ترجمہ: ’’پس یکسو ہو کر اپنا رخ دین اسلام کی سمت میں جما دو اور قائم ہو جاؤ اس فطرت توحید پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا‘‘۔ (سورہ الروم آیت::۳۰)

چنانچہ عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص اپنی نظریاتی اور عملی زندگی میں کبھی تضاد اور شکوک وشبہات کا شکار نہیں ہوتا اس کے دل ودماغ کبھی بے یقینی اور اضطراب کی کیفیت سے دوچار نہیں ہوتے اس کی زندگی کے حالات اور معاملات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں وہ اپنے اندر سکون‘ قرار‘ یقین اور تسلیم ورضا کی کیفیت ہر آن محسوس کرتا رہتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ عقیدۂ توحید کی برکات اور ثمرات اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا ممکن نہیں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں خیر بھلائی اور نیکی کے تمام سوتے اسی چشمۂ توحید سے پھوٹتے ہیں اس طرح عقیدۂ توحید

بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اور نعمت غیر مترقبہ ہے جس سے فیض یاب ہونے والے لوگ ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہیں اور محروم رہنے والے ناکام اور نامراد۔

عقیدۂ شرک بنی نوعِ انسان کے لئے سب سے بڑی لعنت

عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی طرف دیا گیا عقیدہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا ہے اس عقیدہ کی تعلیمات روزِ اوّل سے ایک ہی ہیں ان میں کبھی کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کی گئی جبکہ عقیدہ شرک شیطان کا وضع کیا ہوا عقیدہ ہے جسے وہ مختلف زمانوں' مختلف علاقوں اور مختلف اقوام کے لئے الگ الگ فلسفوں کے ساتھ وضع کر کے اپنے چیلے چانٹوں کے ذریعے لوگوں تک پہنچاتا رہتا ہے' کہیں یہ بت پرستی کی شکل میں متعارف ہوتا ہے تو کہیں قبر پرستی کی شکل میں' کہیں نفس پرستی کی شکل میں متعارف ہوتا ہے تو کہیں طاغوت پرستی کی شکل میں' کہیں پیر پرستی کی شکل میں متعارف ہوتا ہے تو کہیں ائمہ پرستی کی شکل میں ' کہیں قوم پرستی کی شکل میں موجود ہے تو کہیں وطن اور رنگ و نسل پرستی کی شکل میں' یہ ساری چیزیں دراصل ایک ہی شجرہ خبیثہ کی مختلف شاخیں اور برگ و بار ہیں جن کی بنیاد شیطانی افکار و عقائد پر ہے' شیطان اپنے ان ہی افکار و عقائد کو پھیلانے کے لئے کبھی ہندوازم کا' کبھی یہودیت کا لبادہ اوڑھتا ہے کبھی عیسائیت کا' کہیں سرمایہ داری کے پردہ میں گمراہی اور ضلالت پھیلاتا ہے' کہیں کمیونزم کے پردہ میں' کہیں سوشلزم کا پرچارک بن کر یہ خدمت سرانجام دیتا ہے' کہیں اسلامی سوشلزم کا مبلغ بن کر' کہیں جمہوریت کا علم بردار بن کر اور کہیں اسلامی جمہوریت (۱) کا خادم بن کر' کہیں تصوف (۲) کے کے نام پر اور کہیں تشیع کے نام پر' دراصل یہ سب مکروفریب

ا۔ اگر ایک کافرانہ نظام سوشلزم کے اسلام کا لفظ لگانے سے وہ نظام کفر ہی رہتا ہے تو پھر ایک دوسرے کافرانہ نظام' جمہوریت کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگانے سے وہ کیسے مشرف بہ اسلام ہو جائے گا یہ فلسفہ ہماری عقل سے بالاتر ہے ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریت کے غیر اسلامی ہونے کے دلائل صد فیصد وہی ہیں جو اسلامی سوشلزم کے غیر اسلامی ہونے کے ہیں کل کلاں اگر کوئی شاطر اسلامی سرمایہ داری یا اسلامی یہودیت یا اسلامی عیسائیت وغیرہ کا فلسفہ ایجاد کر ڈالے تو کیا اسے بھی قبول کر لیا جائے گا؟ آخر اسلامی تاریخ میں پہلے سے استعمال کی گئی کتاب و سنت سے .... ثابت شدہ اصطلاحات نظام خلافت یا نظام شورائیت' سے پہلوتہی کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہمارے مسلم دانشور اور مفکرین اس نکتہ پر سنجیدگی سے غور کرنا پسند فرمائیں گے؟

کے وہ جال ہیں جو شیطان نے مخلوق خدا کو صراط مستقیم سے گمراہ کرنے کے لئے پھیلا رکھے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ شرک کی مثال ایک ایسے خبیث درخت کے ساتھ دی ہے جس کی جڑیں نہ جسے استحکام حاصل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقَ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾

ترجمہ: ''کلمہ خبیثہ'' (شرک) کی مثال ایک ایسے بدذات درخت کی سی ہے جو زمین کی بالائی سطح سے ہی اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اور اس کے لئے کوئی استحکام نہیں ہے۔ (سورہ ابراہیم آیت:۲۶)

مذکورہ آیت کریمہ سے درج ذیل تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

(الف) چونکہ کائنات کی کوئی چیز عقیدہ شرک کی تائید نہیں کرتی اس لئے اس شجر خبیثہ کی کہیں بھی جڑیں نہیں بننے پاتیں اور نہ اسے کہیں نشو ونما کے لئے سازگار ماحول میسر آتا ہے۔

(ب) اگر کبھی طاغوتی قوتوں کی سرپرستی میں یہ درخت اگ بھی آئے تو اس کی جڑیں زمین کی صرف بالائی سطح تک رہتی ہیں جسے شجرہ طیبہ کا معمولی سا جھونکا بھی آسانی کے ساتھ بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکتا ہے اس لئے اسے کہیں قرار اور استحکام نصیب نہیں ہو پاتا۔

(ج) شرک چونکہ خود ایک خبیث اور بدذات درخت کی مانند ہے لہٰذا اس کے برگ وبار اور پھل پھول بھی اسی طرح خبیث اور بدذات ہیں جو ہر آن معاشرے میں اپنا زہر اور بدبو پھیلاتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا نکارت کے پیش نظر یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ دنیا میں شر اور فساد فی الارض کی تمام مختلف صورتیں مثلاً قتل وغارت گری، خونریزی، دہشت گردی، نسل کشی، تفاخر، لوٹ کھسوٹ، حق تلفی، دھوکہ دہی، ظلم وستم، معاشی استحصال، مداہنی وغیرہ سب کا بنیادی سبب یہی شجرہ خبیثہ یعنی عقیدہ شرک ہے۔

.................اگر ایک نظر وطن عزیز پر ڈالی جائے تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ ہمارے سیاسی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، سرکاری اور غیر سرکاری تمام معاملات میں بگاڑ کی اصل وجہ یہی شجرہ خبیثہ 'عقیدۂ شرک' ہے اس لئے ہمارے نزدیک ملک کے اندر اس وقت تک کوئی بھی اصلاحی یا انقلابی جدوجہد بارآور نہیں ہوسکتی جب تک

عوام الناس کی اکثریت کے شرکیہ عقائد کی اصلاح نہ ہو جائے۔

کسی مرض کا علاج کرنے کے قبل چونکہ اس کے اسباب وعلل کا کھوج لگانا بہت ضروری ہے تاکہ اصلاح احوال کے لئے صحیح سمت کا ٹھیک ٹھیک تعین کیا جاسکے' لہٰذا ہم نے آئندہ صفحات (ضمیمہ) میں اپنی ناقص رائے کے مطابق ان اہم اسباب وعوامل کا تذکرہ بھی کردیا ہے جو ہمارے معاشرے میں عقیدہ شرک کے پھیلاؤ کا باعث بن رہے ہیں۔

اسلامی انقلاب اور عقیدۂ توحید

انقلاب کا لفظ اپنے اندر زبردست جاذبیت اور کشش رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں اسلامی انقلاب کا نعرہ لگتا ہے اسلام کے شیدائیوں کی بے تاب نظریں فوراً اس طرف اٹھ جاتی ہیں۔ آج کل وطن عزیز پاکستان میں اسلامی انقلاب' محمدیؐ انقلاب' نظام مصطفیؐ' نفاذ شریعت اور نظام خلافت جیسے دعووں اور نعروں کے ساتھ مختلف افکار وعقائد رکھنے والی بے شمار جماعتیں' فرقے اور گروہ کام کر رہے ہیں لہٰذا کتاب وسنت کی روشنی میں یہ دیکھنا ازبس ضروری ہے کہ اسلامی انقلاب ہے کیا اور اس کی ترجیحات کیا ہیں؟

رسول اکرم ﷺ اپنی بعثت مبارک کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظّمہ میں مقیم رہے اس سارے عرصہ میں آپ کی تمام تر دعوت صرف ایک ہی کلمہ پر مشتمل تھی **قولوا لاالہ الاالله تفلحوا** . ترجمہ ''لوگو لاالہ الاالله کہو کامیاب ہو جاؤ گے اس کے علاوہ نہ تو نماز روزے کے مسائل تھے نہ زکاۃ اور حج کے احکام نہ ہی دیگر معاملات زندگی کی تفصیلات نازل ہوئی تھیں بس یہی ایک عقیدۂ توحید کی دعوت تھی جسے آپ گھر گھر گلی گلی اور محلے محلے پہنچا رہے تھے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ حطیم (بیت اللہ شریف کا وہ حصہ جس پر چھت نہیں) میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال لیا اور نہایت سختی کے ساتھ گلا گھوٹنا شروع کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے آئے اور عقبہ کو دھکا دے کر ہٹایا اور فرمایا **اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ** ترجمہ ''کیا تم لوگ محمد (ﷺ) کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت کے

نتیجے میں پیدا ہونے والے تصادم کا اصل سبب عقیدۂ توحید ہی تھا۔

ایک موقع پر قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ افہام و تفہیم کی غرض سے یہ پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی پوجا کرلیا کریں ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کرلیا کریں اس پیش کش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پوری سورہ کافرون نازل فرمائی۔

﴿ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْ تُمْ وَلَا أَنْتُمْ عَبِدُوْنَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کہو' اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے' اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔'' (سورۃ کافرون آیت:۱-۶)

کفار مکہ کی پیش کش اور اس کا جواب دونوں اس بات ی کھلی دلیل ہیں کہ فریقین میں نکتہ اختلاف صرف عقیدۂ توحید تھا جس پر افہام تفہیم سے دوٹوک انکار کر دیا گیا۔

ایک دوسرے موقع پر قریش مکہ کا ایک وفد جناب ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اپنے بھتیجے (یعنی حضرت محمد ﷺ) سے کہیں کہ وہ ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دے ہم اس کو اس کے دین پر چھوڑ دیتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا ''اگر میں تمہارے سامنے ایک ایسی بات پیش کروں جس کے آپ لوگ قائل ہو جائیں تو عرب کے بادشاہ بن جاؤ اور عجم تمہارے زیرنگیں آجائے تو پھر آپ حضرات کی کیا رائے ہوگی؟'' ابوجہل نے کہا ''اچھا' بتاؤ کیا بات ہے؟ تمہارے باپ کی قسم ایسی ایک بات تو کیا دس باتیں بھی کہو تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔'' آپ نے فرمایا ''آپ لوگ لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ پوجتے ہیں اسے چھوڑ دیں'' اس پر مشرکین نے کہا ''اے محمد (ﷺ) تم یہ چاہتے ہو کہ سارے معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا ڈالیں واقعی تمہارا معاملہ بڑا عجیب ہے''۔

غور فرمائیے رسول اکرم ﷺ کی سرداران قریش سے گفتگو میں جو بات باعث نزاع تھی وہ تھی صرف

ایک معبود کا اقرار اور باقی تمام معبودوں کا انکار۔ اس کے لئے سرداران قریش تیار نہ ہوئے اور باہمی مخاصمت اور تصادم کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔

مکی زندگی میں بلاشبہ نماز، روزہ، حج، زکاۃ حلال وحرام، حدود، عائلی مسائل اور دیگر احکام نازل نہیں ہوئے لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ مدنی زندگی میں ان احکامات کے نازل ہونے کے بعد بھی فریقین میں محاذ آرائی کا اصل سبب مسائل احکام نہیں بلکہ عقیدۂ توحید ہی تھا۔

تاریخ اسلام کے اولین خونی معرکہ بدر، میں جب گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی تو رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دستِ دعا پھیلا کر جو دعا مانگی اس کے الفاظ قابل غور ہیں۔ ''اے اللہ! اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر کبھی تیری عبادت نہ ہوگی'' ان الفاظ کا مفہوم بڑا واضح ہے کہ قریش مکہ سے مسلمانوں کا یہ مسلح تصادم صرف اس لئے ہو رہا تھا کہ عبادت اور بندگی صرف ایک اللہ کی ہونی چاہیئے۔

مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان دوسرے بڑے مسلح تصادم 'غزوہ احد' کے اختتام پر ابوسفیان جبل احد پر نمودار ہوا اور بلند آواز سے کہا'' کیا تم میں محمد (ﷺ) ہیں؟'' مسلمانوں کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو پھر پوچھا'' کیا تمہارے درمیان ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں؟ پھر خاموشی رہی تو کہنے لگا'' کیا تم میں عمر رضی اللہ عنہ ہیں؟ رسول اکرم ﷺ نے مصلحتاً صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کو جواب سے منع فرما دیا تھا چنانچہ ابوسفیان نے کہا'' چلو ان تینوں سے نجات ملی'' اور نعرہ لگایا اُعْلُ هُبَلْ (ہمارے معبود) ہبل کا نام بلند ہو' نبی اکرم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرامؓ نے جواب دیا اَللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلّ (یعنی اللہ تعالیٰ ہی بلند اور بزرگ ہے) ابوسفیان نے پھر کہا لَنَا عُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ (یعنی ہمارے پاس عزی (بت کا نام) ہے اور تمہارے پاس عزی نہیں۔ نبی ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پھر جواب دیا اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ ہمارا سرپرست ہے اور تمہارا کوئی سرپرست نہیں)

معرکہ احد کے اختتام پر فریقین کے درمیان یہ مکالمہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ دعوت اسلامی کے آغاز میں تمسخر اور تکذیب کے ذریعہ مخالفت کا اصل سبب بھی عقیدۂ توحید تھا اس مخالفت نے آگے چل کر ظلم وستم کے ہمہ گیر طوفان کے ذریعہ مخالفت کا اصل سبب بھی عقیدہ توحید تھا اس مخالفت نے آگے چل کر ظلم وستم کے

ہمہ گیر طوفان کی شکل اختیار کی تب بھی اس کا سبب عقیدۂ توحید تھا اور اگر فریقین کے درمیان خونیں معرکوں کا میدان گرم ہوا تو اس کا اصل سبب بھی عقیدہ توحید ہی تھا۔

مخالفت' محاذ آرائی اور خونیں معرکوں کا طویل سفر طے کرنے کے بعد تاریخ نے ایک نیا موڑ مڑا 'رمضان سنہ ۸ھ میں رسول اکرم ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے گویا اکیس سال کی مسلسل کشمکش اور جدوجہد کے بعد آپ ﷺ کو اس انقلاب کا سنگ بنیاد رکھنے کا موقع میسر آگیا جس کے لئے آپ ﷺ مبعوث کئے گئے تھے غور طلب بات یہ ہے کہ حکومت اور اقتدار ملنے کے بعد وہ کون سے اقدام تھے جن پر آپ ﷺ نے کسی بھی مصلحت اور حکمت کی پرواہ کئے بغیر بلا تاخیر عمل فرمایا؟ وہ اقدامات درج ذیل تھے۔

اولاً: مسجد الحرام میں داخل ہوتے ہی بیت اللہ شریف کے اردگرد اور چھتوں پر موجود تین سو ساٹھ بتوں کو اپنے دست مبارک سے گرایا۔

ثانیاً: بیت اللہ شریف کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بنی ہوئی تھیں انہیں مٹانے کا حکم دیا ایک لکڑی کی کبوتری اندر رکھی تھی اسے خود اپنے دست مبارک سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

ثالثاً: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور توحید کی دعوت (اذان) بلند کرو۔ یاد رہے کہ بیت اللہ شریف کا چھت کے بغیر والا حصہ 'حطیم' کی دیوار ایک میٹر سے زیادہ بلند ہے مسجد الحرام کے اندر موجود مجمع عام کو سنوانے کے لئے حطیم کی دیوار پر کھڑے ہو کر اذان دینا بھی کافی تھا لیکن بیت اللہ شریف کی قریباً سولہ میٹر بلند و بالا پرشکوہ عمارت' (جس پر چڑھنے کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہوگا) کی چھت سے صدائے توحید بلند کرنے کا حکم دراصل واضح اور دوٹوک فیصلہ تھا اس مقدمے کا جو فریقین کے درمیان گزشتہ بیس اکیس سال سے باعث نزاع چلا آرہا تھا اور اب یہ بات طے کر دی گئی تھی کہ کائنات پر حاکمیت اور فرمانروائی کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کبریائی اور عظمت صرف اسی کے لئے ہے اطاعت اور بندگی صرف اسی کی ہوگی پوجا اور پرستش کے لائق صرف اسی کی ذات ہے' کارساز اور مشکل کشا صرف وہی ہے' کوئی دیوی دیوتا' فرشتہ یا جن' نبی یا ولی' اس کی صفات اختیارات اور حقوق میں ذرہ برابر شرکت

نہیں رکھتا۔

رابعا: قیام مکہ کے دوران ہی آپ ﷺ نے یہ اعلان کروادیا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہووہ اپنے گھر میں کوئی بت نہ رکھے بلکہ اسے توڑ ڈالے۔

خامسًا: فتح مکہ کے بعد بیشتر عرب قبائل سپر ڈال چکے تھے جزیرۃ العرب کی قیادت آپ ﷺ کے ہاتھ میں آچکی تھی چنانچہ جہاں آپ ﷺ نے بحیثیت سربراہ مملکت عبادات' نکاح وطلاق' حلال وحرام' قصاص اور حدود وغیرہ کے قوانین نافذ فرمائے وہاں پورے جزیرۃ العرب میں جہاں کہیں مراکز شرک قائم تھے انہیں مسمار کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعتیں روانہ فرمائیں مثلاً:

۱۔قریش مکہ اور بنو کنانہ کے بت عزّٰی کے بتکدہ کو مسمار کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تیس افراد کے ساتھ نخلہ (جگہ کا نام) کی طرف روانہ فرمایا۔

۲۔قبیلہ بنو ہذیل کے بت سواع کا معبد مسمار کرنے کے لیے حضرت عمرو بن عاص کو روانہ فرمایا۔

۳۔قبیلہ اوس' خزرج اور غسان کے بت منات کا بتکدہ منہدم کرنے کے لئے حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو بیس افراد کے ساتھ قدید (جگہ کا نام) کی طرف روانہ فرمایا۔

۴۔قبیلہ طے کے بت قلس کا بتکدہ منہدم کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈیڑھ سو سواروں کا دستہ دے کر یمن روانہ فرمایا۔

۵۔طائف سے بنو ثقیف قبول اسلام کے لئے حاضر ہوئے تو ان کا بت لات مسمار کرنے کے لئے وفد کے ساتھ ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ فرمایا۔

۶۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پورے جزیرۃ العرب میں یہ مشن دے کر بھیجا کہ جہاں کہیں کوئی تصویر نظر آئے اسے مٹا دو اور جہاں کہیں اونچی قبر نظر آئے اسے برابر کردو۔

مذکورہ بالا اقدامات اس بات کی واضح نشان دہی کرتے ہیں کہ مکی دور ہو یا مدنی آپ ﷺ کی تمام تر جدوجہد کا مرکز اور محور عقیدہ توحید کی تنفیذ اور شرک کا استیصال تھا۔

ایک نظر اسلامی عبادات پر ڈالی جائے تو تو پتہ چلتا ہے کہ تمام عبادات کی روح دراصل عقیدہ توحید

ہی ہے روزانہ پانچ مرتبہ ہر نماز سے قبل اذان بلند کرنے کا حکم ہے جو تکبیر توحید کی تکرار کے خوبصورت کلمات کا انتہائی پر اثر مجموعہ ہے۔ وضو کے بعد کلمہ توحید پڑھنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ابتدائے نماز اور دوران نماز میں بار بار کلمہ تکبیر پکارا جاتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کو ہر رکعت کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے جو کہ توحید کی مکمل دعوت پر مشتمل سورۃ ہے۔ رکوع وسجود میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بلندی کا بار بار اعادہ اور اقرار کیا جاتا ہے اور عقیدہ توحید کی گواہی دی جاتی ہے' گویا شروع سے لے کر آخر تک ساری نماز عقیدۂ توحید کی تعلیم اور تذکیر پر مشتمل ہے۔

مرکز توحید ''بیت اللہ شریف'' کے ساتھ مخصوص عبادت حج یا عمرہ پر ایک نظر ڈالیے' احرام باندھنے کے ساتھ ہی عقیدۂ توحید کے اقرار اور شرک کی نفی پر مشتمل تلبیہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (ترجمہ' میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں بیشک تعریف تیرے ہی لائق ہے ساری نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں) پکارنے کا حکم ہے۔ منٰی' مزدلفہ اور عرفات ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی توحید' تکبیر' تہلیل' تقدیس اور تحمید پر مشتمل کلمات پڑھتے رہنے کو ہی حج مبرور کہا گیا ہے گویا یہ ساری کی ساری عبادت مسلمانوں کو عقیدۂ توحید میں پختہ تر کرنے کی زبردست تربیت ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعہ امت کو قدم قدم پر جس طرح عقیدۂ توحید کے تحفظ کی تعلیم دی اسے بھی پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے' چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ایک آدمی نے دوران گفتگو عرض کیا ''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنالیا ہے۔'' (مسند احمد) ایک آدمی نے آپ سے بارش کی دعا کروانی چاہی اور ساتھ عرض کیا ''ہم اللہ تعالیٰ کو آپ کے ہاں اور آپ کو اللہ تعالی کے ہاں سفارشی بناتے ہیں۔'' آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا اور فرمایا ''افسوس تجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی شان کتنی بلند ہے اسے کسی کے حضور سفارشی نہیں بنایا جاسکتا۔'' (ابوداؤد) بعض صحابہ کسی منافق کے شر سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ کرنے حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا ''دیکھو مجھ سے استغاثہ (فریاد) نہیں کیا جاسکتا بلکہ صرف

اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی استغاثہ کیا جاسکتا ہے۔'' (طبرانی) ۱۰ھ میں رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو اسی روز سورج گرہن لگ گیا بعض لوگوں نے اسے حضرت ابراہیم کی وفات کی طرف منسوب کیا آپ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا ''لوگو! سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا لہٰذا جب گرہن لگے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔ (صحیح مسلم) یہ بات ارشاد فرما کر آپ ﷺ نے اس مشرکانہ عقیدے کی جڑ کاٹ دی کہ نظم کائنات پر کوئی نبی' ولی یا بزرگ اثر انداز ہوسکتا ہے یا امور کائنات چلانے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا بھی عمل دخل ہوسکتا ہے۔

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کو یہ نصیحت فرمائی ''میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں کیا بے شک میں ایک بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو''۔ (بخاری و مسلم) ایک حدیث میں ارشاد مبارک ہے ''افضل ترین ذکر لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله ہے (ترمذی) افضل ترین ذکر میں محمد رسول اللہ کے الفاظ شامل نہ کر کے آپ ے گویا امت کو یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت' کبریائی اور عظمت میں دوسرا تو کیا نبی بھی شریک نہیں ہوسکتا

آخر میں ایک نظر رسولِ اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے ایاّ م مرضِ الموت پر بھی ڈال لیجئے' ایام علالت میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جو پند و نصائح فرمائے ان کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں وفات اقدس سے پانچ دن قبل بخار سے کچھ افاقہ محسوس ہوا تو مسجد تشریف لائے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ''یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا''۔ (صحیح بخاری) ایاّ مِ علالت میں ہی اپنی امت کو جو دوسری وصیت ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے''۔ (موطا امام مالک)......وفات اقدس کے آخری روز عالم نزاع میں آپ ﷺ کے سامنے پیالے میں پانی رکھا تھا آپ ﷺ دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر چہرہ پر ملتے اور فرماتے لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور موت کے لئے سختیاں ہیں (صحیح بخاری) یہی الفاظ دہراتے دہراتے حیات طیبہ کے آخری کلمات اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ

وَارْحَمْنِی وَأَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے) تین مرتبہ ادا فرمائے اور رفیق اعلیٰ کے حضور پہنچ گئے گویا آپ کی زندگی کے آخری الفاظ بھی کلمہ توحید پر مشتمل تھے۔

سیرتِ طیبہ کے یہ تمام سلسلہ وار اہم واقعات اسلامی انقلاب کی غرض وغایت کا ٹھیک ٹھیک تعین کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ ﷺ کا برپا کیا ہوا انقلاب بنیادی طور پر عقیدے کا انقلاب تھا جس کے نتیجے میں انسانی زندگی کے باقی تمام گوشوں معیشت' معاشرت' مذہب' سیاست' اخلاق وکردار میں ازخود انقلاب آتا چلا گیا۔ پس صحیح اسلامی انقلاب صرف وہی ہوگا جس کی بنیاد خالص عقیدہ توحید پر ہوگی جس انقلاب کی بنیاد عقیدہ توحید پر نہیں ہوگی وہ اصلاحی' معاشی' صنعتی' جمہوری یا سیاسی ہر طرح کا انقلاب ہوسکتا ہے اسلامی انقلاب ہرگز نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆

قارئین کرام! شرک سے متعلق بعض دیگر اہم مضامین بھی دیباچے میں شامل تھے لیکن طوالت کی وجہ سے الگ ضمیمہ کی شکل میں شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں' ان مضامین کے موضوعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ شرک کے بارے میں بعض اہم مباحث۔

۲۔ مشرکین کے دلائل اور ان کا تجزیہ۔

۳۔ اسباب شرک۔

ضمیمہ میں بعض مقامات پر اولیاء کرام سے منسوب کرامات تحریر کی گئی ہیں ان کے بارے میں ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مذکورہ کرامات چونکہ اولیاء کرام کی سیرت پر لکھی گئی کتب میں موجود ہیں لہٰذا ہم نے ان کا حسب موقع حوالہ دے دیا ہے تاہم ان کی صحت یا عدم صحت کی تمام تر ذمہ داری ان کتب کے مصنفین پر ہے جنہوں نے یہ کرامات اپنی کتب میں لکھی ہیں۔ مذکورہ کرامات چونکہ خلاف سنت ہیں اس لئے ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ کرامات اولیاء کرام سے غلط طور پر منسوب کی گئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کتاب میں توحید سے متعلق تین ابواب (توحید ذات' توحید عبادت

اور توحید صفات) میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر مسئلہ کے تحت حدیث سے قبل قرآن مجید کی آیت دے دی گئی ہے۔امید ہے ان شاء اللہ اس طرح مسائل کو سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں قارئین کرام زیادہ سہولت محسوس کریں گے۔

اس بار ہم نے یہ اہتمام بھی کیا ہے کہ صحیحین (بخاری شریف اور مسلم شریف) کی احادیث کے علاوہ باقی احادیث کے درجہ (صحیح یا حسن) کا ذکر بھی کر دیا جائے امید ہے کہ اس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگا ان شاء اللہ بعض احادیث کے آگے صحیح یا حسن کا درجہ نہیں لکھا گیا' یہ وہ احادیث ہیں جو صحت کے اعتبار سے قابل قبول ہیں لیکن حسن کے درجہ کو نہیں پہنچتیں۔

صحت حدیث کے معاملہ میں شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق سے استفادہ حاصل کیا گیا ہے تاہم اگر کہیں کوتاہی ہوگئی تو اس کی نشان دہی پر ہم ممنون احسان ہوں گے۔

کتاب کی نظر ثانی محترم والد حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ اور محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے فرمائی۔اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی سعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر دنیا اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔آمین

کتاب التوحید کی تکمیل پر ہم اپنے رب کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں کہ اس کے فضل وکرم کے بغیر کوئی نیک کام سرانجام نہیں پاتا' اس کی توفیق اور عنایت کے بغیر کوئی نیک خواہش پوری نہیں ہوتی' اس کے سہارے اور مدد کے بغیر کوئی نیک ارادہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا' پس اے نیک ارادوں اور خواہشوں کو پورا کرنے والے' اپنے رخ انور کے جلال و جمال کے واسطے سے' اپنی عظمت وکبریائی کے صدقے سے' اور اپنی لامحدود صفات کے وسیلے سے ہماری یہ حقیر جدوجہد اپنی بارگاہ صمدی میں قبول فرما۔

اے اللہ العالمین ! ہم تیرے نہایت عاجز حقیر گنہگار اور سیہ کار بندے ہیں تیرا دامن عفو وکرم زمین وآسمان کی وسعتوں سے بھی وسیع تر ہے' تو اس کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرما اور اسے ہمارے والدین اہل وعیال اور خود ہمارے لئے رہتی دنیا تک بہترین صدقہ جاریہ بنا ہمارے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بنا '،ہمیں زندگی اور موت سے محفوظ رکھ' دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے ہماری حفاظت فرما' دنیا وآخرت میں

ذِلت اور رسوائی سے پناہ دے، مرتے وقت کلمہ توحید نصیب فرما، قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب میں ثابت قدم رکھ، عذاب قبر سے بچا، حشر و نشر کی ہولناکیوں سے پناہ دے، رسول رحمت ﷺ کی شفاعت کبریٰ نصیب فرما، جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ، اور جنت میں رسول اکرم ﷺ کی رفاقت عطا فرما۔ آمین۔

﴿وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد و علىٰ آله وصحبه أجمعين﴾

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنه

جامعه ملک سعود ،المملكة العربيه السعوديه

شرک کے بارے میں چند اہم مباحث

عقیدۂ توحید کی وضاحت کرتے ہوئے ہم یہ لکھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک کرنا شرک فی الذات، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک فی العبادت، اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا، شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ شرک کے موضوع پر مزید گفتگو کرنے سے قبل درج ذیل مباحث کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

ا۔ مشرکین اللہ تعالیٰ کو جانتے اور مانتے تھے

ہر زمانے کے مشرک اللہ تعالیٰ کو جانتے اور مانتے ہیں حتی کہ اسی کو معبودِ اعلیٰ اور ربِ اکبر (Great God) تسلیم کرتے ہیں اور جو کچھ کائنات میں ہے ان سب کا خالق، مالک اور رازق اسے ہی سمجھتے ہیں کائنات کا مدبر اور منتظم بھی اسی کو مانتے ہیں جیسا کہ سورہ یونس کی درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ’’ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے کون اس نظام عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے ’’اللہ‘‘ (سورہ یونس آیت: ۳۰)

اور سورہ عنکبوت کی آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾

ترجمہ: ’’جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکا یک شرک کرنے لگتے ہیں۔ (سورہ عنکبوت آیت :۶۵) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرک نہ صرف اللہ تعالیٰ کو کائنات کا مالک اور مدبر تسلیم کرتے تھے

بلکہ مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے اسی کو بارگاہ آخری اور بڑی بارگاہ سمجھتے تھے۔

۲۔مشرکین اپنے معبودوں کے اختیارات عطائی سمجھتے تھے

مشرک جنہیں اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے' ان کے اختیارات کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ سمجھتے تھے دوران حج مشرکین جو تلبیہ پڑھتے تھے اس سے مشرکین کے اس عقیدہ پر روشنی پڑتی ہے جس کے الفاظ یہ تھے۔

﴿لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِلَّا شَرِیْکًا هُوَ لَکَ تَمْلِکُهُ وَمَا مَلَکَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک تیرا شریک ہے جس کا تو ہی مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں''۔تلبیہ کے ان الفاظ سے تین باتیں بالکل واضح ہیں۔

اولاً۔مشرک اپنے ٹھہرائے ہوئے (خداؤں اور معبودوں) کا مالک اور خالق بھی ربِّ اکبر کو ہی سمجھتے تھے

ثانیاً۔مشرک یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شرکاء ذاتی حیثیت میں کسی چیز کے مالک ومختار نہیں بلکہ ان کے اختیارات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں جس سے وہ اپنے پیروکاروں کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتے ہیں۔

یاد رہے مشرکین کی تلبیہ سے ظاہر ہونے والے اس عقیدہ کو رسول اکرم ﷺ نے شرک قرار دیا ہے۔

۳۔قرآن مجید کی اصطلاح مِنْ دُوْنِ اللهِ (۱) کیا مراد ہے؟

مشرکین میں پائے جانے والے مختلف عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ کائنات کی ہر چیز میں خدا موجود ہے یا کائنات کی مختلف اشیاء دراصل خدا کی قوت اور طاقت کے مختلف روپ اور مظاہر ہیں اس عقیدہ کو سب سے زیادہ پذیرائی مشرکین کے قدیم ترین مذہب ''ہندومت'' میں حاصل ہوئی جن کے ہاں سورج' چاند' ستارے' پانی' ہوا' سانپ' ہاتھی' گائے' بندر' اینٹ' پتھر' پودے اور درخت گویا ہر چیز خدا ہی کا روپ

---

(۱): من دون اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے وہ ''دوسرے'' کون کون ہیں؟ ان سطور میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

ہے جو پوجا اور پرستش کے قابل ہیں اس عقیدہ کے تحت مشرکین اپنے ہاتھوں سے پتھروں کے خیالی خوبصورت مجسمے اور بت تراشتے ہیں پھر ان کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں اور انہیں کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں بعض مشرک پتھروں کو تراشتے اور کوئی شکل دیئے بغیر قدرتی شکل میں اسے نہلا دھلا کر پھول وغیرہ پہنا کر اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اس سے دعائیں فریادیں کرنے لگتے ہیں ۔اس قسم کے تمام تراشیدہ بت ،مجسمے' مورتیاں اور پتھر وغیرہ قرآن مجید کی اصطلاح میں ''من دون اللہ'' کہلاتے ہیں۔

مشرکین میں بت پرستی کی وجہ ایک دوسرا بھی عقیدہ تھا جس کا تذکرہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورہ نوح کی آیت نمبر ۲۳ کی تفسیر میں کیا ہے (۱) اور وہ یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک صالح ولی اللہ مسلمان فوت ہوا تو اس کے عقیدت مند رونے اور پیٹنے لگے صدمہ سے نڈھال اس کی قبر پر آ کر بیٹھ گئے ابلیس ان کے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہا کہ اس بزرگ کے نام کی یادگار کیوں قائم نہیں کر لیتے تاکہ ہر وقت تمہارے سامنے رہے اور تم اسے بھولنے نہ پاؤ اس نیک اور صالح بندے کے عقیدتمندوں نے یہ تجویز پسند کی تو ابلیس نے خود ہی اس بزرگ کی تصویر بنا کر انہیں مہیا کر دی' جسے دیکھ کر وہ اپنے بزرگ کی یاد تازہ کرتے اور اس کی عبادت اور زہد کے قصے آپس میں بیان کرتے رہتے ۔اس کے بعد دوبارہ ابلیس ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ سب حضرات کو تکلیف کر کے یہاں آنا پڑتا ہے' کیا میں تم سب کو الگ الگ تصویریں نہ بنا دوں تاکہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں انہیں رکھ لو؟ عقیدتمندوں نے اس تجویز کو بھی پسند کیا اور ابلیس نے انہیں اس بزرگ کی تصویریں یا بت الگ الگ مہیا کر دیئے جو انہوں نے اپنے اپنے گھروں میں رکھ لیے۔ان عقیدتمندوں نے یہ تصویریں اور بت یادگار کے طور پر اپنے پاس محفوظ رکھ لئے لیکن ان کی دوسری نسل نے آہستہ آہستہ ان تصویروں اور بتوں کی پوجا اور پرستش شروع کر دی۔اس بزرگ کا نام ''ود'' تھا اور یہی پہلا بت تھا جس کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا اور پرستش کی گئی ''ود'' کے علاوہ قوم نوح دیگر جن بتوں کی پوجا کرتی تھی ان کے نام سواع' یغوث' یعوق اور نسر تھے یہ سب کے سب اپنی قوم کے صالح اور نیک لوگ تھے (بخاری)

(۱): وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا (۷۱:۲۳) اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث' یعوق اور نسر کو۔(سورہ نوح)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں بعض مشرک پتھروں کے خیالی بت اور مجسمے بنا کر انہیں اپنا معبود بنا لیتے تھے وہاں بعض مشرک اپنی قوم کے بزرگوں اور ولیوں کے مجسمے اور بت بنا کر انہیں بھی اپنا معبود بنا لیتے تھے آج بھی بت پرست اقوام جہاں فرضی بت تراش کران کی پوجا اور پرستش کرتی ہے وہاں اپنی قوم کی عظیم اور مصلح شخصیتوں کے بت اور مجسمے تراش کران کی پوجا اور پرستش بھی کرتی ہیں ہندولوگ ''رام''اس کی ماں ''کوشلیا''اس کی بیوی ''سیتا''اس کے بھائی ''لکشمن'' کے بت تراشتے ہیں۔''شیوجی'' کے ساتھ اس کی بیوی ''پاروتی''اس کے بیٹے ''لارڈ گنیش'' کے بت اور مجسمے بناتے ہیں ۔''کرشنا'' کے ساتھ اس کی ماں ''یشودھا''اوراس کی بیوی ''رادھا'' کے بت اور مورتیاں بنائی جاتی ہیں (۱) اسی طرح بدھ مت کے پیروکار ''گوتم بدھ'' کا مجسمہ اور مورت بناتے ہیں جین مت کے پیروکار سوامی مہاویر کا بت تراشتے اوراس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ان کے نام کی نذرونیاز دیتے ہیں ان سے اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کرتے ہیں یہ سارے نام تاریخ کے فرضی نہیں بلکہ حقیقی کردار ہیں جن کے بت تراشے جاتے ہیں ایسے تمام بزرگ اوران کے بت بھی قرآن مجید کی اصطلاح ''من دون اللہ'' میں شامل ہیں۔

بعض مشرک لوگ اپنے ولیوں اور بزرگوں کے بت یا مجسمے تراشنے کی بجائے ان کی قبروں اور مزاروں کے ساتھ بتوں جیسا معاملہ کرتے تھے' مشرکین مکہ قوم نوح کے بتوں' ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر کے علاوہ دوسرے جن بتوں کی پوجا اور پرستش کرتے تھے ان میں لات' منات' عزیٰ' اور ہبل زیادہ مشہور تھے ان میں سے لات کے بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی آیت **أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى** ۔

۱۔ یہاں اس بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ہندوؤں میں دو مشہور فرقے ہیں سناتن دھرم اور آریہ سماج' سناتن دھرم کی مذہبی کتب چار وید' چھ شاستر' اور اٹھارہ اسم رتی شامل ہیں ان کتب میں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں اور اوتاروں کا ذکر ملتا ہے جب کہ آریہ سماج اپنی بت پرستی کے باوجود موحد ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور چار ویدوں کے علاوہ باقی کتب کو اس لئے تسلیم نہیں کرتا کہ ان میں شرک کی تعلیم دی گئی ہے۔

آریہ سماج فرقہ کے ایک مبلغ راجہ رام موہن رائے (۱۷۷۴ء تا ۱۸۳۳ء نے ''تحفۃ الموحدین'' ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس میں بت پرستی کی مذمت اور توحید کی تعریف کی گئی ہے۔ (ہندو دھرم کی جدید شخصیتیں از محمد فاروق خان ایم اے)

ترجمہ: ''کبھی تم نے لات اور عزّیٰ کی حقیقت پر بھی غور کیا ہے؟ کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ لات ایک نیک شخص تھا جو موسم حج میں حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا' اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس کی قبر پر مجاورت شروع کر دی اور رفتہ رفتہ اس کی عبادت کرنے لگے پس وہ بزرگ اور اولیاء کرام جن کی قبروں کے ساتھ بتوں جیسا معاملہ کیا جائے' ان پر مجاورت کی جائے' ان کے نام کی نذر و نیاز دی جائے' ان سے حاجتیں اور مرادیں طلب کی جائیں' وہ بھی ''من دون اللہ'' میں اسی طرح شامل ہیں جس طرح وہ بت من دون اللہ میں شامل ہیں جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ کتاب وسنت کی رو سے من دون اللہ سے مراد مندرجہ ذیل تین چیزیں ہیں۔

ا۔ وہ تمام جاندار یا غیر جاندار اشیاء جنہیں خدا کا مظہر یا روپ سمجھ کر ان کے سامنے مراسم عبودیت بجالائے جائیں۔

۲۔ تاریخ کی وہ عظیم شخصیتیں جن کے تراشیدہ بتوں مجسموں اور مورتیوں کے سامنے مراسمِ عبودیت بجالائے جائیں۔

۳۔ اولیاء کرام اور ان کی قبریں جہاں مختلف مراسم عبودیت بجالا جائیں۔

۴۔ مشرکین عرب کے مراسم عبودیت کیا تھے؟

مشرکین عرب بتکدوں اور خانقاہوں میں اپنے بزرگوں اور اولیاء کرام کے بتوں کے سامنے جو مراسم عبودیت بجالاتے تھے ان میں درج ذیل رسول شامل تھیں' بتکدوں میں مجاور بن کے بیٹھنا' بتوں سے پناہ طلب کرنا' انہیں زور زور سے پکارنا' حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے ان سے فریادیں اور التجائیں کرنا 'اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنا سفارشی سمجھ کر مرادیں طلب کرنا' ان کا حج اور طواف کرنا' ان کے سامنے عجز و نیاز سے پیش آنا' انہیں سجدہ کرنا' ان کے نام سے نذرانے اور قربانیاں دینا' جانوروں کو کبھی بتکدوں پر لے جا کر ذبح کرنا کبھی کسی جگہ ذبح کر لینا۔ یہ تمام رسومات تب بھی شرک تھیں اور اب بھی شرک ہیں۔

۵۔ کلمہ گو بھی مشرک ہوسکتا ہے

شرک کرنے والوں میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو رسالت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے مثلاً رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں قریش مکہ یا ہمارے زمانے میں ہندومت کے پیروکار، انہیں کافر مشرک کہا جا سکتا ہے ۔لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ، رسالت اور آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود شرک کرتے ہیں ۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی گواہی خود قرآن مجید نے دی ہے۔

﴿ أَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهِمْ بِظُلْمٍ أُوْلٰئِکَ لَهُمُ الْاَمْنَ وَهُمْ مُهْتَدُوْنَ ﴾

ترجمہ: ’’(قیامت کے روز) امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ آلودہ نہیں کیا‘‘۔ (سورہ انعام آیت ۸۲)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَمَا يُؤمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ﴾

ترجمہ: ’’لوگوں میں سے اکثر ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہیں‘‘۔(سورہ یوسف آیت ۱۰۶) دونوں آیتوں سے یہ بات واضح ہے کہ بعض لوگ کلمہ پڑھنے اور آخرت پر ایمان لانے کے باوجود شرک میں مبتلا ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو کلمہ گو مشرک کہا جا سکتا ہے۔

۶۔اقسام شرک

شرک کی دو قسمیں ہیں شرک اکبر، اور شرک اصغر اللہ تعالیٰ کی ذات، عبادت اور صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے، شرک اکبر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے، جیسا کہ سورہ توبہ کی درج ذیل آیت میں ہے

﴿ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَّعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُوْلٰئِکَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴾

ترجمہ: ’’مشرکین کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں، اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں، ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے، اور انہیں جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے‘‘۔

(سورہ توبہ آیت ۱۷)

شرک اکبر کے علاوہ بعض ایسے دیگر امور جن کے لئے احادیث میں شرک کا لفظ استعمال ہوا ہے' مثلاً ریا یا غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ یہ شرک اصغر کہلاتے ہیں' شرک اصغر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا البتہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے' کبیرہ گناہ کی سزا جہنم ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے' شرک اصغر سے توبہ نہ کرنا شرک اکبر کا باعث بن سکتا ہے۔

یاد رہے شرک خفی سے مراد ہلکا شرک نہیں بلکہ مخفی شرک ہے جو کسی انسان کے اندر چھپی ہوئی کیفیت کا نام ہے' یہ شرک اکبر بھی ہوتا ہے جیسا کہ منافق کا شرک' اور شرک اصغر بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ ریا کار کا شرک ہے۔

مشرکین کے دلائل اور ان کا تجزیہ

قرآن مجید کی رو سے مشرکین' شرک کے حق میں تین قسم کے دلائل رکھتے ہیں' ذیل میں ہم تینوں دلائل کا الگ الگ تجزیہ پیش کر رہے ہیں۔

پہلی دلیل اور اس کا تجزیہ

اس سے پہلے یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو اپنا ربِّ اکبر۔ معبود اعلیٰ اور خدائے خداوند (Great god) تسلیم کرتے ہیں اسے' اپنا خالق رازق اور مالک سمجھتے ہیں جان پہ بن آئے تو خالصتاً اسی کو پکارتے بھی ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ اولیاء کرام چونکہ اللہ تعالیٰ کے بلند مرتبہ ہوتے ہیں اللہ کے محبوب اور پیارے ہوتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے کچھ اختیارات انہیں بھی دے رکھے ہیں۔ اس لئے ان سے بھی مرادیں مانگی جا سکتی ہیں' ان سے بھی حاجت اور مدد طلب کی جا سکتی ہے' وہ بھی تقدیر بنا اور سنوار سکتے ہیں' دعا اور فریاد سن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کے اس عقیدے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾ (۳۶:۷۴)

ترجمہ: ''مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے الٰہ اس بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کی مدد کریں''۔(سورہ یٰس آیت ۷۴) یہی وہ عقیدہ ہے جس کے تحت مشرکین عرب بتوں کی شکل میں اپنے بزرگوں اور اولیاء کرام کو پکارتے اور ان سے مرادیں طلب کرتے تھے' اسی عقیدے کے تحت ہندو' بدھ' اور جینی' مورتیوں مجسموں اور بتوں کی شکل میں اپنے اپنے بزرگوں اور ولیوں سے حاجتیں اور مرادیں طلب کرتے ہیں' اسی عقیدے کے تحت بعض مسلمان فوت شدہ اولیائے کرام اور بزرگوں کو پکارتے اور ان سے حاجتیں اور مرادیں طلب کرتے ہیں (۱) سید علی ہجویری اپنی مشہور کتاب ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اولیاء کے ملک کے مدبر ہیں اور عالم (دنیا) کے نگراں ہیں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان کو عالم کا والی (حاکم) گردانا ہے اور عالم (دنیا) کا حل وعقد (انتظام) ان کے ساتھ وابستہ کردیا ہے اور احکام عالم کو ان ہی کی ہمت سے جوڑ دیا ہے (۲) حضرت نظام الدین اولیاء اپنی معروف کتاب ''فوائد الفوائد'' میں فرماتے ہیں ''شیخ نظام الدین ابوالموید بارہا فرمایا کرتے تھے'' میری وفات کے بعد جس کو کوئی مہم درپیش ہو تو اس سے کہو تین دن میری زیارت کو آئے اگر تین دن گزرجانے کے بعد بھی وہ کام پورا نہ ہو تو چار دن آئے اور اب بھی کام نہ نکلے تو میری قبر کی اینٹ سے اینٹ بجادے (۳) جناب احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں ''اولیاء کرام مردے کو زندہ کر

۱۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عالم اسباب کے تحت کسی زندہ انسان سے مدد طلب کرنا شرک نہیں البتہ عالم اسباب سے بالاتر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو پکارنا شرک ہے مثلاً سمندر میں ڈوبتے ہوئے جہاز پر بیٹھے ہوئے لوگوں کا کسی قریب ترین بندرگاہ پر موجود لوگوں کو وائرلیس کے ذریعے صورت حال سے مطلع کرکے مدد طلب کرنا شرک نہیں کیونکہ ڈوبنے والوں کا وائرلیس کے ذریعے زندہ انسانوں کو اطلاع دینا' بندرگاہ پر موجود لوگوں کا ہیلی کاپٹر وغیرہ کے ذریعہ جائے حادثہ پر پہنچنا اور بچانے کی کوشش کرنا یہ سارے کام سلسلہ اسباب کے تحت ہیں' البتہ اگر ڈوبنے والے ''بگرداب بلا افتاد کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی'' (یعنی میری کشتی طوفانوں میں پھنسی ہے اے معین الدین چشتی تو میری مدد کر) کی دہائی دینے لگیں تو یہ شرک ہوگا کیونکہ ایسی فریاد کرنے والے کا عقیدہ ہوگا کہ اولاً خواجہ معین الدین چشتی مرنے کے باوجود سینکڑوں یا ہزاروں میل دور سے فریاد سننے کی طاقت رکھتے ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرح سمیع ہیں۔ ثانیاً' فریاد اور پکار سننے کے بعد خواجہ معین الدین چشتی فریاد کرنے والے کی مدد کرنے اور اس کی مشکل حل کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرح قادر بھی ہیں' ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے وہ باسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

۲۔ تصوف کی تین اہم کتابیں از سید احمد عروج قادری صفحہ ۳۲ مطبوعہ ہندوستان پبلی کیشنز دہلی (۳) بحوالہ سابق صفحہ ۵۹

سکتے ہیں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں اور ساری زمین کو ایک قدم میں طے کر سکتے ہیں (۱) نیز فرماتے ہیں ''اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم وادراک سمع وبصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں'' (۲)

فارسی کے ایک شاعر نے اسی عقیدے کا اظہار درج ذیل شعر میں یوں کیا ہے۔

اولیارا ہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گردائند زراہ

ترجمہ: ''اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لا سکتے ہیں۔

کسی پنجابی شاعر نے اپنے اس عقیدہ کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے۔

ہتھ ولی دے قلم ربانی لکھے جو من بھاوے رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا قلم ولی کے ہاتھ میں ہے جو چاہے لکھے اللہ تعالیٰ نے ولی کو یہ طاقت بخشی ہے کہ جو چاہے لکھے جو چاہے مٹا دے۔

بزرگان دین اور اولیاء کرام کے بارے میں اسی قسم کے مبالغہ آمیز عقائد اور تصورات کا یہ نتیجہ ہے کہ لوگ اولیاء کرام کے ناموں کی دہائی دیتے اور ان سے مدد اور مرادیں مانگتے ہیں خود ''امام اہل سنت'' حضرت احمد رضا خاں بریلوی، شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کے بارے میں فرماتے ہیں ''اے عبدالقادر! اے فضل کرنے والے بغیر مانگے سخاوت کرنے والے، اے انعام واکرام کے مالک تو بلند وعظیم ہے، ہم پر احسان فرما اور سائل کی پکار کو سن لے۔ اے عبدالقادر ہماری آرزوؤں کو پورا کر (۲) جناب احمد رضا خان کے بارے میں ان کے ایک عقیدت مند شاعر کا اظہار عقیدت ملاحظہ ہو۔

چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں اے مرے مشکل کشا احمد رضا

لاج رکھ میرے پھیلے ہاتھ کی اے مرے حاجت روا احمد رضا

۱۔ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ صفحہ ۱۳۴-۱۳۵

۲۔ بریلویت صفحہ ۱۳۰-۱۳۱۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں بھی کسی شاعر نے ایسا ہی اظہار خیال کیا ہے۔

امداد کُن امداد کُن از رنج وغم آزاد کُن　　　　در دین ودنیا شاد کُن یا شیخ عبدالقادر!

ترجمہ: ''اے شیخ عبدالقادر! میری مدد کیجئے' میری مدد کیجئے' اور مجھے ہر رنج وغم سے آزاد کردیجئے' نیز دین ودنیا کے تمام معاملات میں مجھے خوش کیجئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عربی کے ایک شاعر نے اپنے عقیدے کا اظہار یوں کیا ہے:

ناد علیا مظهر العجائب تجد ه عونا فی النوائب

کل هم و غم سینجلی بو لایتک یا علی یا علی

ترجمہ: ''عجائبات کے ظاہر کرنے والے علی کو پکارو ہر مصیبت میں اسے اپنا مددگار پاؤ گے اے علی تیری ولایت کے صدقے عنقریب سارے غم دور ہو جائیں گے۔

ان افکار وعقائد کو سامنے رکھتے ہوئے یا محمدؐ' یا علیؓ' یا حسینؓ' یا غوث الاعظم جیسے ندائیہ کلمات کی حقیقت آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے اور یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان کلمات کے پس منظر میں کون سا عقیدہ کارفرما ہے؟

اولیاء کرام اور بزرگان دین کے بارے میں پائے جانے والے ان تصورات اور عقائد کا اب ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لینا ہے کیا واقعی اولیاء کرام ایسی قدرت رکھتے اور اختیارات رکھتے ہیں جیسا کہ ان کے پیروکار سمجھتے ہیں؟

پہلے قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۱ - وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ.

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو وہ ایک پر کاہ کے بھی مالک نہیں ہیں'' (سورہ فاطر آیت: ۱۳)

۲ - قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ . (سورہ سبا آیت ۲۲)

ترجمہ: ''کہو پکار دیکھو انہیں جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو وہ نہ آسمان میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں شریک نہیں نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے''۔

۳- مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِـهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِـهٖٓ أَحَـدًا .

ترجمہ: ''مخلوقات کا اللہ کے سوا کوئی خبر گیر نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا''۔ (سورہ کہف:۲۶)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ میں اپنی حکومت اپنے معاملات اور اختیارات میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا اور میرے علاوہ جنہیں لوگ پکارتے ہیں یا جن سے مرادیں اور حاجتیں طلب کرتے ہیں وہ ذرہ برابر کا اختیار نہیں رکھتے نہ ہی ان میں سے کوئی میرا مددگار ہے۔

اس دنیا میں انبیاء اور رسل اللہ تعالیٰ کے پیغامبر اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب' سب سے یادہ محبوب اور سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کرام کے واقعات بیان فرمائے ہیں کہ وہ کس طرح اپنی اپنی قوم کے پاس دعوت توحید لے کر آئے اور قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا' کسی کو قوم نے جلاوطن کر دیا' کسی کو قید کر دیا' کسی کو قتل کر دیا ' کسی کو مارا اور پیٹا لیکن وہ خود اپنی قوم کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو توحید کی دعوت دی قوم نہ مانی بلکہ الٹا یہ کہا۔ فَأْتِـنَـا بِمَا تَعِدُنَـا اِنْ كُـنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اچھا تو لے آ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر اپنی بات میں سچا ہے۔ (سورہ اعراف آیت ۷۰) اس پر اللہ تعالیٰ کا پیغمبر صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ فَـانْتَـظِـرُوْا اِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ترجمہ: ''تم بھی (عذاب کا) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (یعنی عذاب لانا میرے بس میں نہیں)۔ (سورہ اعراف آیت ۷۱) ایسا ہی معاملہ دوسرے انبیاء کرام کے ساتھ بھی پیش آتا رہا ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں جن کی قوم اغلام کے مرض میں مبتلا تھی فرشتے عذاب لے کر خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تو حضرت لوط علیہ السلام اپنی بدکردار قوم کے بارے میں سوچ کر گھبرا اٹھے کہنے لگے۔ هٰـذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ترجمہ: ''یہ دن تو بڑی مصیبت کا ہے''۔ (سورہ ھود آیت ۷۷) اور اپنی قوم سے یہ درخواست کی۔

﴿ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِي ضَيْفِيْ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں''۔ (سورہ ہود آیت ۷۸) قوم پر آپ کی منت سماجت کا کوئی اثر نہ ہوا تو عاجز اور مجبور ہو کر یہاں تک کہہ ڈالا کہ هَـؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ترجمہ: ''اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں (نکاح کے لئے) موجود ہیں (سورہ حجرات آیت ۷۱) بدبخت قوم اس پر بھی راضی نہ ہوئی تو پیغمبر کی زبان پر بڑی حسرت کے ساتھ یہ الفاظ آ گئے لَوْ أَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِيَ إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ترجمہ: ''اے کاش' میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا یا کوئی مضبوط سہارا ہوتا جس کی پناہ لیتا''۔ (سورہ ہود آیت ۸۰) حضرت لوط علیہ السلام کے اس واقعہ کو سامنے رکھئے اور پھر غور فرمایئے کہ پیغمبر کی بات کے ایک ایک لفظ سے بے بسی' بے کسی اور مجبوری کس طرح ٹپک رہی ہے' سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا خدائی اختیارات کا مالک کوئی شخص مہمانوں کے سامنے یوں اپنے دشمن سے منت سماجت کرنا گوارا کرتا ہے' اور پھر یہ کہ کوئی صاحب اختیار اور صاحب قدرت شخص اپنی بیٹیوں کو یوں بدکردار اور بدمعاش لوگوں کے نکاح میں دینا پسند کرتا ہے؟

ایک نظر سید الانبیاء سرور عالم ﷺ کی حیات طیبہ پر بھی ڈال کر دیکھئے' مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہوئے مشرکین نے سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر اپنے بابا کو اس مشکل سے نجات دلائی' ایک مشرک عقبہ ابی معیط نے آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر سختی سے گلا گھونٹا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے اور آپ ﷺ کی جان بچائی' طائف میں مشرکین نے پتھر مار مار کر اس قدر زخمی کر دیا کہ آپ کے نعلین مبارک خون سے تر بہ تر ہو گئے اور آپ ﷺ نے بالآخر شہر سے باہر ایک باغ میں پناہ لی' طائف سے واپسی پر مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کے لئے آپ ﷺ کو ایک مشرک مطعم بن عدی کی پناہ حاصل کرنا پڑی' مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر رات کی تاریکی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' جنگ احد میں ایک مشرک نے آپ ﷺ کو ایک پتھر مارا جس سے آپ نیچے گر گئے اور ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا اسی جنگ میں ایک دوسرے مشرک نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس زور سے تلوار ماری کہ خود کی دو کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں جنہیں بعد میں صحابہ کرامؓ نے نکالا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کا بہتان لگایا گیا آپ ﷺ چالیس دن تک شدید پریشانی میں مبتلا رہے حتّٰی کہ

بذریعہ وحی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل کی گئی' آپ ﷺ پندرہ سو مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے عمرہ ادا کرنے کے لئے نکلے مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو راستے میں روک دیا آپ عمرہ نہ ادا کر سکے' بعض مشرکوں نے آپ ﷺ کو دو مرتبہ دھوکہ دے کر تبلیغ اسلام کے بہانے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (جن کی مجموعی تعداد ستر سے اسّی تک بنتی ہے) کو لے جا کر شہید کر دیا جس سے آپ کو شدید صدمہ پہنچا

سیرت طیبہ کے ان تمام واقعات کو سامنے رکھا جائے تو ہمارے سامنے ایک ایسے انسان کی تصویر آتی ہے جو پیغمبر ہونے کے باوجود قانون الٰہی اور اللہ کی مشیت کے سامنے بے بس اور لاچار نظر آتا ہے' مولانا الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب و سنت کے اس موقف کی بڑی ٹھیک ٹھیک ترجمانی درج ذیل اشعار میں کی ہے۔

جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں　　　نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں　　　نہ پرواہ ہے ابرار و احرار کی واں

اب ایک طرف بزرگوں اور اولیاء کرام کے عقائد اور ان سے منسوب واقعات سامنے رکھئے اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات اور قرآن مجید میں بیان کئے گئے انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کو سامنے رکھئے دونوں کے تقابل سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ یا تو کتاب و سنت کی تعلیمات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات محض قصے اور کہانیاں ہیں جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں یا پھر بزرگوں اور اولیاء کرام کے عقائد اور ان سے منسوب واقعات سراسر جھوٹ اور من گھڑت ہیں' ان دونوں صورتوں میں سے جس کا جی چاہے راستہ اختیار کرلے' اہل ایمان کے لئے تو صرف ایک ہی راستہ ہے۔ ﴿ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار! جو فرمان تو نے نازل کیا ہے ہم نے اسے مان لیا اور رسول کی پیروی کی ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ (سورہ آل عمران آیت ۵۳)

دوسری دلیل اور اس کا تجزیہ:

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بزرگان دین اور اولیاء کرام اللہ کے ہاں بلند مرتبہ رکھتے ہیں

'اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بلند وبرتر تک حاصل کرنے کے لئے اولیاء کرام اور بزرگوں کا وسیلہ یا واسطہ پکڑنا بہت ضروری ہے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی افسر اعلیٰ تک درخواست پہنچانے کے لئے مختلف سفارشوں کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی حاجت پیش کرنے کے لئے وسیلہ پکڑنا ضروری ہے اگر کوئی شخص بلاوسیلہ اپنی حاجت پیش کرے گا تو وہ اسی طرح ناکام ونامراد رہے گا جس طرح افسر اعلیٰ کو بلاسفارش پیش کی گئی درخواست بے نیل ومرام رہتی ہے' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کا ذکر درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

﴿ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ﴾

ترجمہ:''وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اپنا سرپرست بنا رکھا ہے (وہ اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ تک ہماری رسائی کرادیں۔(سورہ زمر آیت ۳)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب درج ذیل اقتباس اسی عقیدے کی ترجمانی کرتا ہے''جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ مراد پوری ہو اور فرمایا کہ جو کسی مصیبت میں میرے وسیلے سے مدد چاہے' اس کی مصیبت دور ہو' اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے اسے کشادگی حاصل ہو' جو میرے وسیلے سے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں''(۱) چنانچہ شیخ کے عقیدت مندان الفاظ سے دعا مانگتے ہیں۔ ''الٰھی بحرمة غوث الثقلین اقض حاجتی ''(یعنی اے اللہ دونوں جہان کے فریاد رس' عبدالقادر جیلانی' کے صدقے میری حاجت پوری فرما) جناب احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں''اولیاء سے مدد مانگنا انہیں پکارنا ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع اور شئی مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف۔''(۲)

وسیلہ پکڑنے کے سلسلہ میں حضرت جنید بغدادی کا درج ذیل واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادیؒ یا اللہ یا اللہ کہہ کر دریا عبور کر گئے لیکن مرید سے کہا کہ یا جنید یا جنید کہہ کر چلا آ' پھر

۱۔شریعت وطریقت صفحہ ۳۹۶

شیطان لعین نے اس (مرید) کے دل میں وسوسہ ڈالا کیوں نہ میں بھی یا اللہ کہوں جیسا کہ پیر صاحب کہتے ہیں یا اللہ کہنے کی دیر تھی کہ ڈوبنے لگا پھر جنید کو پکارا جنید نے کہا ''وہی کہہ یا جنید یا جنید'' جب پار لگا تو پوچھا ''حضرت! یہ کیا بات ہے؟ فرمایا'' اے ناداں! ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے (۱)۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بزرگان دین اور اولیاء کرام کا وسیلہ اور واسطہ پکڑنے کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط' یہ دیکھنے کے لئے ہم کتاب وسنت سے رجوع کریں گے تاکہ معلوم کریں گے کہ شریعت کی عدالت اس بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے' پہلے قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۱- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ .

ترجمہ: تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ (سورہ مومن آیت ۶۰)

۲- وَاِذا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ .

ترجمہ: اے نبی' میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ (سورہ بقرہ' آیت ۱۸۶)

۳- اِنَّ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ .

ترجمہ: میرا رب قریب بھی ہے اور جواب دینے والا بھی۔ (سورہ ہود آیت ۶۱)

مذکورہ بالا آیتوں سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اولاً۔ اللہ تعالیٰ بلا استثناء اپنے تمام بندوں' نیکوکاروں یا گنہ گار' پرہیزگار ہوں یا خطاکار ہوں' عالم ہوں یا جاہل' مرشد ہوں یا مرید' امیر ہوں یا غریب' مرد ہوں یا عورت' سب کو یہ حکم دے رہا ہے کہ تم مجھے براہ راست پکارو مجھ ہی سے اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کرو مجھ ہی سے دعائیں اور فریاد کرو۔

ثانیاً۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے بالکل قریب ہے (اپنے علم اور قدرت کے ساتھ) لہٰذا ہر شخص خود اللہ کے حضور اپنی درخواستیں اور حاجتیں پیش کرسکتا ہے اس سے اپنا غم اور دکھڑا بیان کرسکتا ہے چاہے تورات کی

۲۔ شریعت وطریقت صفحہ ۳۲۸

تاریکیوں میں، چاہے تو دن کے اجالوں میں، چاہے بند کمروں کی تنہائیوں میں، چاہے تو مجمع عام میں، چاہے تو سفر میں، چاہے تو جنگلوں میں، چاہے تو صحراؤں میں، چاہے تو سمندروں میں، چاہے تو فضاؤں میں، جب چاہے جہاں چاہے، اسے پکار سکتا ہے، اس سے بات چیت کر سکتا ہے کیونکہ وہ ہر شخص کی رگ گردن سے بھی قریب ہے ثالثاً۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی دعاؤں اور فریادوں کا جواب کسی وسیلہ یا واسطہ کے بغیر خود دیتا ہے، غور فرمایئے جو حاکم وقت رعایا کی درخواستیں خود وصول کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے اپنا دربار عام کھلا رکھتا ہو اور ان پر فیصلے بھی خود ہی صادر فرماتا ہو اس کے حضور درخواستیں پیش کرنے کے لئے وسیلے اور واسطے تلاش کرنا سراسر جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول اکرم ﷺ سے احادیث میں جتنی بھی دعائیں مروی ہیں ان میں سے کوئی ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ایسی نہیں ملتی جس میں آپ ﷺ نے اللہ سے کوئی حاجت طلب کرتے ہوئے یا دعا مانگتے ہوئے انبیاء کرام حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وسیلہ یا واسطہ بنایا ہو اسی طرح آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی کوئی ایسی روایت یا واقعہ ثابت نہیں جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دعا مانگتے ہوئے سیدالانبیاء سرور عالم ﷺ کو وسیلہ یا واسطہ بنایا ہو اگر وسیلہ یا واسطہ پکڑنا جائز ہوتا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر افضل اور اعلیٰ وسیلہ کوئی نہیں ہو سکتا جس کام کو رسول اللہ اور صحابہ کرا رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں فرمایا آج اسے اختیار کرنے کا جواز کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے حضور رسائی حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور واسطہ تلاش کرنے کی جو دنیاوی مثالیں دی جاتی ہیں آیئے لمحہ بھر کے لئے ان پر بھی غور کرلیں اور یہ دیکھیں کہ ان میں کہاں تک صداقت ہے؟

دنیا میں کسی بھی افسر بالا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور واسطہ کی ضرورت درج ذیل وجوہات کی بناء پر ہو سکتی ہے۔

ا۔ افسران بالا کے دروازے پر ہمیشہ دربان بیٹھتے ہیں جو تمام درخواست گذاروں کو اندر نہیں جانے دیتے اگر کوئی افسر بالا کا مقرب اور عزیز ساتھ ہو تو یہ رکاوٹ فوراً دور ہو جاتی ہے لہٰذا وسیلہ اور واسطہ مطلوب ہوتا ہے۔

۲۔متعلقہ افسر اگر سائل کے ذاتی حالات اور معاملات سے آگاہ نہ ہوتب بھی وسیلے اور واسطے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ متعلقہ افسر کومطلوبہ معلومات فراہم کی جاسکیں جن پر وہ اعتماد کر سکے۔

۳۔اگر افسر بالا بے رحم‘ بے انصاف‘ اور ظالم طبیعت کا مالک ہوتب بھی وسیلے اور واسطے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہیں خود سائل ہی بے انصافی اور ظلم کا شکار نہ ہو جائے۔

۴۔اگر افسر سے ناجائز مراعات اور مفادات کا حصول مطلوب ہو (مثلاً رشوت دے کر یا کسی قریبی رشتہ دار والدین‘ بیوی‘ یا اولاد وغیرہ کا دباؤ ڈلوا کر مفا حاصل کرنا ہو) تب بھی وسیلے اور واسطے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

یہ ہیں وہ مختلف صورتیں جن میں دنیاوی واسطوں اور وسیلوں کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے ان تمام نکات کو ذہن میں رکھئے اور پھر سوا چئے کیا واقعی اللہ تعالیٰ کے ہاں دربان مقرر ہیں کہ اگر کوئی عام آدمی درخواست پیش کرنا چاہے تو اسے مشکل پیش آئے اور اگر اس کے مقرب اور محبوب آئیں تو ان کے لئے اذن عام ہو؟ کیا واقعی اللہ تعالیٰ بھی دنیاوی افسروں کی طرح اپنی مخلوق کے حالات اور معاملات سے لاعلم ہے جنہیں جاننے کے لئے اسے وسیلے یا واسطہ کی ضرورت ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ وہ ظلم بے انصافی اور بے رحمی کا مرتکب ہوسکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا ایمان یہی ہے کہ دنیاوی عدالتوں کی طرح اس دربار میں بھی رشوت یا واسطے اور وسیلے کے دباؤ سے ناجائز مراعات اور مفادات کا حصول ممکن ہے؟ اگر ان سارے سوالوں کا جواب ''ہاں'' میں ہے تو پھر قرآن مجید اور حدیث شریف میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بارے میں بتائی گئی ساری صفات مثلاً ‘رحمٰن ‘رحیم ‘کریم ‘رؤف‘ ودود‘ سمیع‘ بصیر‘ علیم‘ قدیر‘ خبیر‘ مقسط وغیرہ کا مطلقاً انکار کر دیجئے اور پھر یہ بھی تسلیم کر لیجئے کہ جو ظلم وستم ‘اندھیر نگری اور جنگل کا قانون اس دنیا میں رائج ہے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی وہی قانون رائج ہے اور اگر ان سوالوں کو جواب نفی میں ہے (اور واقعی نفی میں ہے) تو پھر سوچنے کے بات یہ ہے کہ مذکورہ اسباب کے علاوہ وہ کون سا سبب ہے جس کے لئے وسیلے اور واسطے کی ضرورت ہے؟

ہم اس مسئلے کو ایک مثال سے واضح کرنا چاہیں گے‘ غور فرمایئے اگر کوئی حاجتمند پچاس یا سو میل دور

اپنے گھر بیٹھے کسی مجاز افسر کو اپنی پریشانی اور مصیبت سے آگاہ کرنا چاہے تو کیا ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں‘‘ سائل اور مسئول دونوں ہی واسطے اور وسیلے کے محتاج ہیں فرض کیجئے سائل کی درخواست کسی طرح افسر مجاز تک پہنچا دی گئی کیا اب وہ افسر اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ سائل کے بیان کردہ حالات کی اپنے ذاتی علم کی بنا پر تصدیق یا تردید کر سکے؟ ہرگز نہیں انسان کا علم اس قدر محدود ہے کہ وہ کسی کے صحیح حالات جاننے کے لئے قابل اعتماد اور ثقہ گواہوں کا محتاج ہے فرض کیجئے افسر بالا اپنی انتہائی ذہانت اور فراست کے سبب خود ہی حقائق کی تہ تک پہنچ جاتا ہے تو کیا وہ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے دفتر میں بیٹھے بٹھائے پچاس یا سو میل دور بیٹھے ہوئے سائل کی مشکل آسان کر دے؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسا کرنے کے لئے بھی اسے واسطے اور وسیلے کی ضرورت ہے گویا سائل سوال کرنے کے لئے وسیلے کا محتاج ہے اور افسر مجاز مدد کرنے کے لئے واسطے اور وسیلے کا محتاج ہے یہی وہ بات ہے جو اللہ کریم نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمائی ہے ﴿ ضعف الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴾ ترجمہ: مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی وہ بھی کمزور (سورۃ حج آیت ۷۳) اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی صفات اختیارات اور قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ ساتوں زمینوں کے نیچے پتھر کے اندر موجود چھوٹی سی چیونٹی کی پکار بھی سن رہا ہے اس کے حالات کا پورا علم رکھتا ہے اور کھربوں میل دور بیٹھے بٹھائے کسی وسیلے اور واسطے کے بغیر اس کی ساری ضرورتیں اور حاجتیں بھی پوری کر رہا ہے‘ پھر آخر اللہ تعالیٰ کی صفات اور قدرت کے ساتھ انسانوں کی صفات اور قدرت کو کونسی نسبت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دنیاوی مثالیں دی جائیں اور وسیلے یا واسطے کا جواز ثابت کیا جائے؟

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں تمام دنیاوی مثالیں محض شیطانی فریب ہیں‘ وسیع قدرتوں اور لامحدود صفات کے مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات بابرکات کے معاملات کو انتہائی محدود قلیل اور عارضی اختیارات کے مالک انسانوں کے معاملات پر محمول کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے افسرانِ بالا کی مثالیں دینا اللہ کی جناب میں بہت بڑی توہین اور گستاخی ہے جس سے خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان الفاظ میں منع فرمایا ہے ’’فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ‘‘ ترجمہ۔لوگو! اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں نہ دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(سورہ نحل آیت ۷۴)

پس حاصل کلام یہ ہے کہ نہ تو کتاب وسنت کی رو سے وسیلہ اور واسطہ پکڑنا جائز ہے نہ ہی عقل انسانی اس کی تائید کرتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ترجمہ: ''پس اللہ تعالیٰ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں''۔ (سورہ قصص، آیت ۶۸)

تیسری دلیل اور اس کا تجزیہ

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولیاء کرام چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے بلند مرتبہ اور مقرب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا اللہ کے ہاں بڑا اثر ورسوخ ہے اگر نذر ونیاز دے کر انہیں خوش کر لیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوالیں گے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس عقیدے کا ظہار ان الفاظ میں یہ کیا ہے۔

﴿ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

ترجمہ: ''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں''۔ (سورۃ یونس آیت ۱۸)

ایک بزرگ جناب خلیل برکاتی صاحب نے اس عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے ''بے شک اولیاء اور فقہاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں اور ان کی نگہبانی کرتے ہیں جب ان کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر ان سے سوال کرتے ہیں، جب ان کا حشر ہوتا ہے، جب ان کا اعمال نامہ کھلتا ہے، جب ان سے حساب لیا جاتا ہے، جب ان کے عمل ملتے ہیں، جب وہ پل صراط پر چلتے ہیں، ہر وقت ہر حال میں ان کی نگہبانی کرتے ہیں، کسی جگہ ان سے غافل نہیں ہوتے'' (۱)۔

شفاعت کے سلسلے میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ کے نزدیک اولیاء کرام کس قدر صاحب اختیار اور صاحب شفاعت ہوتے ہیں واقعہ درج ذیل ہے۔

---

(۱) : بریلویت صفحہ ۳۱۲

''جب شیخ عبدالقادر جیلانی جہان فانی سے عالم جاودانی میں تشریف لے گئے تو ایک بزرگ کو خواب میں بتایا کہ منکر نکیر نے جب مجھ سے مَنْ رَبُّکَ (یعنی تیرا رب کون ہے) پوچھا تو میں نے کہا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں چنانچہ فرشتوں نے نادم ہوکر مصافحہ کیا تو شیخ عبدالقادر جیلانی نے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے اور کہا کہ تخلیقِ آدم کے وقت تم نے ﴿ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا ﴾ ترجمہ۔''کیا تو پیدا کرتا ہے اسے جو زمین میں فساد برپا کرے'' کہہ کر اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے زیادہ سمجھنے کی گستاخی کیوں کی نیز تمام بنی آدم کی طرف فساد اور خوں ریزی کی نسبت کیوں کی؟ تم میرے ان سوالوں کا جواب دو گے تو چھوڑوں گا ورنہ نہیں، منکر نکیر ہکا بکا ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر اس دلاور' یکتائے میدان جبروت اور غواث بحر لاہوت کے سامنے قوت ملکوتی کیا کام آتی ، مجبوراً فرشتوں نے عرض کیا حضور! یہ بات سارے فرشتوں نے کہی تھی لہٰذا آپ ہمیں چھوڑیں تاکہ باقی فرشتوں سے پوچھ کر جواب دیں حضرت غوث الثقلین رحمہ اللہ نے ایک فرشتے کو چھوڑا دوسرے کو پکڑ رکھا ،فرشتے نے جاکر سارا حال بیان کیا تو سب فرشتے اس سوال کے جواب سے عاجز رہ گئے تب باری تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی خطا معاف کراؤ' جب تک وہ معاف نہ کرے گا رہائی نہ ہوگی' چنانچہ فرشتے محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عذر خواہ ہوئے' حضرت صمدیت (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا' اس وقت حضرت غوث اعظم نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی اے خالق کُل! ربِّ اکبر! اپنے رحم وکرم سے میرے مریدین کو بخش دے اور ان کو منکر نکیر کے سوالوں سے بری فرمادے تو میں ان فرشتوں کا قصور معاف کرتا ہوں' فرمان الٰہی پہنچا کہ میرے محبوب! میں نے تیری دعا قبول کی فرشتوں کو معاف کر' تب جناب غوثیت مآب نے فرشتوں کو چھوڑا اور وہ عالم ملکوت کو چلے گئے (۱) (ملخصا)

غور فرمایئے اس واقعہ میں اولیاء کرام کے بااختیار ہونے' اولیاء کرام کا وسیلہ پکڑنے اور اولیاء کرام کو

---

(۱): تحفۃ المجالس از حضرت ریاض احمد گوہر شاہی صفحہ ۸ تا ۱۱ بحوالہ گلستان اولیاء

اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنانے کےعقیدے کی کس قدر بھر پور ترجمانی کی گئی ہےاس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاءکرام جب چاہیں سفارش کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشوا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کوان کی سفارش کے برعکس مجال انکارنہیں، بلکہ اس واقع سے اندازہ ہوتا ہے کہ اولیاءکرام اللہ تعالیٰ کوسفارش ماننے پرمجبور بھی کر سکتے ہیں۔

آیئے ایک نظر قرآنی تعلیمات پر ڈال کر دیکھیں کیا اللہ کے حضور اس نوعیت کی سفارش ممکن ہے یا نہیں؟ سفارش سے متعلق چند قرآنی آیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ .

ترجمہ: ’’کون ہے جواس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے‘‘۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۵)

۲۔ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی .

ترجمہ: ’’وہ فرشتے کسی کے حق میں سفارش نہیں کرتے سوائے اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ تعالیٰ راضی ہو۔‘‘ (سورۃ انبیاء آیت ۲۸)

۳۔ قُلْ لِلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا .

ترجمہ: ’’کہوسفارش ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے‘‘ (سورہ زمر آیت ۴۴)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کی جو حدود و قیود بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

اولاً۔سفارش صرف وہی شخص کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دے گا۔

ثانیاً۔سفارش صرف اسی شخص کے حق میں ہو سکے گی جس کے لئے اللہ تعالیٰ سفارش کرنا پسند فرمائے گا۔

ثالثاً۔سفارش کی اجازت دینے یا نہ دینے' قبول کرنے یا نہ کرنے کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

قرآن مجید کی ان مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے قیامت کے دن انبیاء وصلحاء' اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنے کی اجازت کیسے حاصل کریں گے اور پھر یہ سفارش کا طریقہ کیا ہوگا اس کا اندازہ بخاری ومسلم کی طویل حدیثِ شفاعت سے کیا جا سکتا ہے جس میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ’’قیامت کے روز لوگ باری باری حضرت آدم علیہ السلام' نوح علیہ السلام' ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری سفارش کیجئے لیکن انبیاء کرام اپنی معمولی لغزشوں کو

یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے خوف محسوس کرتے ہوئے سفارش سے معذرت کر دیں گے بالآخر لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تب آپ' اللہ تعالیٰ سے حاضری کی اجازت طلب کریں گے اجازت ملنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر پڑیں گے اور اس وقت تک سجدے میں پڑیں رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ''اے محمد (ﷺ)! سر اٹھاؤ سفارش کر وتمہاری سفارش سنی جائے گی۔'' چنانچہ رسول اکرم ﷺ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حد کے اندر سفارش کریں گے جو قبول ہوگی۔ کتاب وسنت میں جائز سفارش کی جو حدود وقیود بیان کی گئی ہیں قرآن مجید میں انبیاء کرام کے دیئے گئے واقعات ان کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں ہم یہاں مثال کے طور پر صرف ایک پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنا چاہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک منصبِ رسالت کے فرائض انجام دیتے رہے قوم پر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا تو نبی کا مشرک بیٹا بھی ڈوبنے والوں میں شامل تھا جسے دیکھ کر یقیناً بوڑھے باپ کا کلیجہ کٹا ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ رب العزت کی بارگاہ میں سفارش کے لئے ہاتھ پھیلا کر عرض کیا:

﴿ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ أَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقَّ وَأَنْتَ أَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے تو سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے۔'' (سورۃ ہود آیت ۴۵) جواب میں ارشاد ہوا۔

﴿ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّی أَعِظُکَ أَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے نوح! جس بات کی تو حقیقت نہیں جانتا اس کی مجھ سے درخواست نہ کر' میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالے''۔ (سورہ ہود آیت ۴۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تنبیہ پر حضرت نوح علیہ السلام اپنے لخت جگر کا صدمہ تو بھول ہی گئے اپنی فکر لاحق ہوگئی چنانچہ فوراً عرض پرداز ہوئے۔

﴿ رَبِّ اِنِّی أَعُوْذُبِکَ أَنْ اَسْئَلُکَ مَا لَیْسَ بِہٖ عِلْمٌ وَّ اِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَ تَرْحَمْنِیْ أَکُنْ مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے

مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا‘‘۔(سورہ ہود آیت ۴۷) یوں ایک جلیل القدر پیغمبر کی اپنے بیٹے کے حق میں کی گئی سفارش بارگاہ الٰہی میں رد کر دی گئی اور پیغمبر زادہ اپنے شرک کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو کر رہا۔

کتاب وسنت کی تعلیمات جان لینے کے باوجود اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہم فلاں حضرت صاحب یا پیر صاحب کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں لہٰذا وہ ہمیں قیامت کے روز سفارش کر کے بخشوا لیں گے تو اس کا انجام اس شخص سے کیسے مختلف ہو سکتا ہے جو اپنا کوئی جرم بخشوانے کے لئے حکومت کے کسی کارندے کو بادشاہ سلامت کے پاس اپنا سفارشی بنا کر بھیجنا چاہے جبکہ وہ کارندہ خود حاکم وقت کے جاہ وجلال سے تھر تھر کانپ رہا ہو اور سفارش کرنے سے بار بار معذرت کر رہا ہو لیکن مجرم شخص یہی کہتا چلا جائے کہ حضور! بادشاہ سلامت کے دربار میں آپ ہی ہمارے سفارشی اور حمایتی ہیں آپ ہی ہمارا وسیلہ اور واسطہ ہیں۔تو کیا ایسے مجرم کی واقعی سفارش ہو جائے گی یا وہ خود اپنی حماقت اور نادانی کے ہاتھوں تباہ برباد ہو گا؟

﴿ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ فَاَنّٰى تُؤفَكُـوْنَ ﴾

ترجمہ:’’اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں آخر تم کہاں سے دھوکا کھا رہے ہو۔ (سورہ فاطر’ آیت ۳)

☆☆☆

اسباب شرک

یوں تو نہ معلوم ابلیس کن کن اور کیسے کیسے دیدہ ونادیدہ طریقوں سے شب وروز اس شجرہ خبیثہ ''شرک'' کی آبیاری میں مصروف ہے' اور نہ معلوم جاہل عوام کے ساتھ ساتھ بظاہر کتنے نیک سیرت درویش 'پاک طینت بزرگان دین' صاحب کشف وکرامت اولیاء عظام' ترجمان شریعت علماء کرام' ملک وقوم کے سیاسی نجات دہندگان اور خادم اسلام حکمران بھی حضرت ابلیس کے قدم بقدم اس '' کارخیر'' میں شرکت فرمارہے ہیں بقول حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ۔

فَهَلْ أَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوكَ وَأَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

ترجمہ:'' کیا دین بگاڑنے والوں میں بادشاہوں' علماء اور درویشوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟''

اس لئے ایسے اسباب وعوامل کا ٹھیک ٹھیک شمار کرنا تو مشکل ہے تاہم جو اسباب شرک کی ترویج کا باعث بن رہے ہیں ان میں سے اہم ترین اسباب درج ذیل ہیں۔

(۱) جہالت' (۲) ہمارے صنم کدے' (تعلیمی ادارے) (۳) دین خانقاہی (۴) فلسفہ وحدت الوجود' وحدت الشہود اور حلول (۵) برصغیر ہندو پاک کا قدیم ترین مذہب' ہندومت۔ (۶) حکمران طبقہ

۱۔ جہالت

کتاب وسنت سے لاعلمی وہ سب سے بڑا سبب ہے جو شرک کے پھلنے پھولنے کا باعث بن رہا ہے 'اسی جہالت کے نتیجے میں انسان آباء واجداد اور رسم ورواج کی اندھی تقلید کا اسیر ہوتا ہے اسی جہالت کے نتیجے میں انسان ضعفِ عقیدہ کا شکار ہوتا ہے اسی جہالت کے نتیجے میں انسان بزرگان دین اور اولیاء کرام سے عقیدت میں غلو کا طرز عمل اختیار کرتا ہے درج ذیل واقعات اسی جہالت کے چند کرشمے ہیں۔

۱۔ دھنی رام روڈ لاہور میں تجاوزات پر جو تیر چل رہا ہے ان کی زد سے بچنے کے لئے میو ہسپتال کے نزدیک ایک میڈیکل اسٹور کے منچلے مالک نے اپنے اسٹور کے بیت الخلاء پر رات کے اندھیرے میں '' شاہ عزیز اللہ'' کے نام سے ایک فرضی مزار بناڈالا اس مزار پر دن بھر سینکڑوں افراد جمع ہوئے جو مزار کا دیدار کرتے اور دعائیں

مانگتے رہے'' (۱)

۲۔''اختلاف امت کا المیہ'' کے مصنف حکیم فیض عالم صدیقی صاحب لکھتے ہیں ''میں آپ کے سامنے ایک واقعہ حلفیہ پیش کرتا ہوں چند روز ہوئے میرے پاس ایک عزیز رشتہ دار آئے جو شدت سے کشتہ پیری ہیں۔ میں نے باتوں باتوں میں کہا کہ فلاں پیر صاحب کے متعلق چار عاقل بالغ گواہ پیش کر دوں جنہوں نے انہیں زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا ہو تو پھر ان کے متعلق کیا کہو گے؟ کہنے لگے ''یہ بھی کوئی فقیری کا راز ہوگا جو ہماری سمجھ میں نہ آتا ہوگا'' پھر ایک پیر صاحب کی شراب خوری اور بھنگ نوشی کا ذکر کیا تو کہنے لگے ''بھائی جان یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں وہ بہت بڑے ولی ہیں'' (۲)

۳۔ضلع گوجرانوالہ کے گاؤں کوٹلی کے ایک پیر صاحب (نہواں والی سرکار) کے چشم دید حالات کی رپورٹ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو ''صبح آٹھ بجے حضرت صاحب نمودار ہوئے اردگرد (مرد و خواتین) مرید ہو لئے کوئی ہاتھ باندھے کھڑا تھا کوئی سر جھکائے کھڑا تھا کوئی پاؤں پکڑ رہا تھا بعض مرید حضرت کے پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے چل رہے تھے جبکہ پیر صاحب نے صرف ایک ڈھیلی ڈھالی لنگوٹی باندھے ہوئے تھے چلتے چلتے نہ جانے حضرت کو کیا خیال آیا کہ اسے بھی لپیٹ کر کندھے پر ڈال لیا خواتین نے جن کے محرم (بھائی بیٹے یا باپ) ساتھ تھے شرم کے مارے سر جھکا لیا لیکن عقیدت کے پردے میں یہ ساری بے عزتی برداشت کی جا رہی تھی'' (۳)

ہم نے یہ چند واقعات بطور مثال پیش کئے ہیں ورنہ اس کوچہ کے اسرار و رموز سے واقف لوگ خوب جانتے ہیں حقیقت حال اس سے کہیں زیادہ ہے، عقل و خرد کی یہ موت، فکر و نظر کی یہ مفلسی، اخلاق و کردار کی یہ پستی، عزت نفس اور غیرت انسانی کی یہ رسوائی، ایمان اور عقیدے کی یہ جان کنی کتاب و سنت سے لاعلمی اور جہالت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟

---

(۱)۔نوائے وقت ۱۹ جولائی ۱۹۹۰ ، (۲)۔اختلاف امت کا المیہ صفحہ ۹۴ ، (۳)۔مجلّہ الدعوۃ، لاہور مارچ ۱۹۹۲ صفحہ ۴

۲۔ ہمارے صنم کدے

کسی ملک کے تعلیمی ادارے اس قوم کا نظریہ اور عقیدہ بنانے یا بگاڑنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ہمارے ملک اور قوم کی یہ بدنصیبی ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں دی جانے والی تعلیم ہمارے دین کی بنیاد عقیدہ توحید سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی اس وقت ہمارے سامنے دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں، اور آٹھویں جماعت کی اردو کی کتب موجود ہیں، جن میں حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ علیہا السلام (٤) حضرت داتا گنج بخشؒ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ، حضرت سخی سرورؒ حضرت سلطان باہوؒ حضرت پیر بابا کوہستانیؒ، اور حضرت بہاؤالدین زکریا پر مضامین لکھے گئے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر لکھے گئے مضمون کے آخر میں جنت البقیع (مدینہ کا قبرستان) کی ایک فرضی تصویر دے کر نیچے یہ فقرہ تحریر کیا گیا ''جنت البقیع (مدینہ منورہ) جہاں اہل بیت کے مزار ہیں'' ---جن لوگوں نے جنت البقیع دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ سارے قبرستان میں ''مزار'' تو کیا کسی قبر پر پکی اینٹ بھی نہیں رکھی گئی ''اہل بیت کے مزار'' لکھ کر مزار کو نہ صرف تقدس اور احترام کا درجہ دیا گیا ہے بلکہ اسے سند جواز بھی مہیا کیا گیا ہے، ان سارے مضامین کو پڑھنے کے بعد دس بارہ سال کے خالی الذہن بچے پر جو اثرات مرتب ہوسکتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ بزرگوں کے مزار اور مقبرے تعمیر کرنا، ان پر عرس اور میلے لگانا، ان کی زیارت کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

۲۔ بزرگوں کے عرسوں میں ڈھول تاشے بجانا، رنگ دار کپڑے کے جھنڈے اٹھا کر چلنا بزرگوں کی عزت اور احترام کا باعث ہے۔

۳۔ بزرگوں کے مزاروں پر پھول چڑھانا، فاتحہ پڑھنا، چراغاں کرنا، کھانا تقسیم کرنا اور وہاں بیٹھ کر عبادت کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

۴۔ مزاروں اور مقبروں کے پاس جا کر دعا کرنا قبولیت دُعا کا باعث ہے۔

---

(۴) یاد رہے کہ علمائے جمہور کے نزدیک انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھنا چاہئے اور صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا چاہئے متذکرہ بالا مضمون میں حضرت علیؓ۔ حضرت فاطمہؓ۔ حضرت حسینؓ اور حضرت حسینؓ کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھ گیا ہے جو کہ صحیح نہیں

۵۔فوت شدہ بزرگوں کے مزاروں سے فیض حاصل ہوتا ہے اوراس ارادے سے وہاں جانا کارِثواب ہے۔

اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے کلیدی عہدوں پر جولوگ فائز ہوتے ہیں وہ عقیدہ توحید کی اشاعت یا تنفیذ کے مقدس فریضہ کوسرانجام دینا تو درکنار،شرک کی اشاعت اوراس کی ترویج کا باعث بنتے ہیں چند تلخ حقائق ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)صدرایوب خاں ایک ننگے پیر(بابالال شاہ)کے مرید تھے جومری کے جنگلات میں رہا کرتا تھا اوراپنے معتقدین کوگالیاں بکتا تھااور پتھر مارتا تھااس وقت کی آدھی کابینہ اور ہمارے بہت سے جرنیل بھی اس کے مرید تھے۔(۱)

(۲)ہمارے معاشرے میں ''جسٹس'' کوجومقام اورمرتبہ حاصل ہے اس سے ہرآدمی واقف ہے محترم جسٹس محمدالیاس صاحب،حضرت سید کبیرالدین المعروف شاہدولہ (گجرات) کے بارے میں ایک مضمون لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں''آپ کا مزاراقدس شہر کے وسط میں ہے اگر دنیامیں نہیں تو برصغیر پاک وہند میں یہ واحد بلند ہستی ہیں جن کے دربارِپُرانوار پرانسان کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے،وہ اس طرح کہ جن کے ہاں اولادنہ ہووہ آپ کے دربار مبارک پرحاضر ہوتے ہیں اوراولاد کے لئے دعا کرتے ہیں ساتھ ہی یہ منت مانتے ہیں کہ جوپہلی اولاد ہوگی وہ ان کی نذرکی جائے گی اس جواولین بچہ پیدا ہوتا ہے اسے عرف عام میں ''شاہدولہ '' کاچوہا کہا جاتا ہے اس بچے کوبطور نذرانہ دربار اقدس میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھراس کی نگہداشت دربار شریف کے خدام کرتے ہیں بعدمیں جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ عام بچوں کی طرح تندرست ہوتے ہیں روایت ہے کہ اگرکوئی شخص متذکرہ بالامنت مان کر پوری نہ کرے تو پھراولین بچے کے بعد پیدا ہونے والے بچے بھی پہلے بچے کی طرح ہوتے ہیں''(۲)

(۳)جناب جسٹس عثمان علی شاہ صاحب مملکت خداداداسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایک انتہائی اعلیٰ اوراہم منصب ''وفاقی محتسب اعلیٰ'' پرفائز ہیں ایک انٹرویومیں انہوں نے یہ انکشاف فرمایا''میرے دادا بھی

---

(۱)پاکستان میگزین ۲۸فروری ۱۹۹۲ء ، (۲)نوائے وقت ۲۶مارچ ۱۹۹۱ء

فقیر تھے ان کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اگر بارش نہ ہوتو اس مست آدمی کو پکڑ کر دریا میں پھینک دو تو بارش ہو جائے گی انہیں دریا میں پھینکتے ہی بارش ہو جاتی تھی آج بھی ان کے مزار پر لوگ پانی کے گھڑے بھر بھر کر ڈالتے ہیں'' (۱)

(۴) حضرت مجدد الف ثانی ---- کے عرس شریف میں شامل ہونے والے پاکستانی وفد کے سربراہ سید افتخار الحسن ممبر صوبائی اسمبلی نے اپنی تقریر میں سرہند کو کعبہ کا درجہ دیتے ہوئے دعوی کیا کہ ''ہم نقشبندیوں کے لئے مجدد الف ثانی ---- کا روضہ حج کے مقام (بیت اللہ شریف) کا درجہ رکھتا ہے'' (۲)

صدر مملکت' کابینہ کے ارکان' فوج کے جرنیل' عدلیہ کے جج اور اسمبلیوں کے ممبر سبھی حضرات وطن عزیز کے تعلیمی اداروں کے سند یافتہ اور فارغ التحصیل ہیں ان کے عقیدے اور ایمان کا افلاس پکار پکار کر یہ گواہی دے رہا ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے درحقیقت علم کدے نہیں صنم کدے ہیں جہاں توحید کی نہیں شرک کی تعلیم دی جاتی ہے اسلام کی نہیں جہالت کی اشاعت ہو رہی ہے جہاں سے روشنی نہیں تاریکی پھیلائی جا رہی ہے حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے ہمارے تعلیمی اداروں پر کتنا درست تبصرہ فرمایا ہے۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا　　　　کہاں سے آئے صدا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مذکورہ بالا حقائق سے اس تصور کی بھی مکمل نفی ہو جاتی ہے کہ قبر پرستی اور پیر پرستی کے شرک میں صرف ان پڑھ جاہل اور گنوار قسم کے لوگ مبتلا ہوتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ اس سے محفوظ ہیں۔

۳۔ دین خانقاہی

اسلام کے نام پر دین خانقاہی درحقیقت ایک کھلی بغاوت ہے' دین محمد ﷺ کے خلاف' عقائد وافکار میں بھی اور اعمال وافعال میں بھی' امر واقعہ یہ ہے کہ دین اسلام کی جتنی رسوائی خانقاہوں' مزاروں' درباروں اور آستانوں پر ہو رہی ہے شاید غیر مسلموں کے مندروں' گرجوں اور گردواروں پر بھی نہ ہوتی ہو' بزرگوں کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا' ان کی تزئین وآرائش کرنا، ان پر چراغاں کرنا' پھول چڑھانا' انہیں غسل دینا' ان پر مجاوری کرنا' ان پر نذر ونیاز چڑھانا' وہاں کھانا اور شیرینی تقسیم کرنا' جانور ذبح کرنا' وہاں رکوع وسجود کرنا

(۱)۔ اردو ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۱ء ، (۲)۔ نوائے وقت' ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ جمعہ میگزین صفحہ ۵

ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہونا‘ان سے مرادیں مانگنا‘ان کے نام کی چوٹی رکھنا‘ان کے نام کے دھاگے باندھنا‘ان کے نام کی دھائی دینا‘ تکلیف اور مصیبت میں انہیں پکارنا‘ مزاروں کا طواف کرنا‘طواف کے بعد قربانی کرنااور سر کے بال مونڈوانا‘ مزار کی دیواروں کو بوسہ دینا وہاں سے خاک شفا حاصل کرنا‘ ننگے قدم مزار تک پیدل چل کر جانا اور الٹے پاؤں واپس پلٹنا یہ سارے افعال تو وہ ہیں جو ہر چھوٹے بڑے مزار پر روزمرہ کا معمول ہیں اور جو مشہور اولیاء کرام کے مزار ہیں ان میں سے ہر مزار کا کوئی نہ کوئی الگ امتیازی وصف ہے مثلاً: بعض خانقاہوں پر بہشتی دروازے تعمیر کئے گئے ہیں جہاں گدی نشین اور سجادہ نشین نذرانے وصول کرتے اور جنت کی ٹکٹیں تقسیم فرماتے ہیں کتنے ہی امراء‘وزراء‘اراکین اسمبلی‘ سول اور فوج کے اعلیٰ عہدیدار سر کے بل وہاں پہنچتے ہیں اور دولت دنیا کے عوض جنت خریدتے ہیں‘بعض ایسی خانقاہیں بھی ہیں جہاں مناسک حج ادا کئے جاتے ہیں‘ مزار کا طواف کرنے کے بعد قربانی دی جاتی ہے‘بال کٹوائے جاتے ہیں‘اور مصنوعی آب زم زم نوش کیا جاتا ہے‘بعض ایسی خانقاہیں بھی ہیں جہاں نومولود معصوم بچوں کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں‘بعض ایسی خانقاہیں بھی ہیں جہاں کنواری دوشیزائیں خدمت کے لئے وقف کی جاتی ہیں ۔بعض ایسی خانقاہیں ہیں جہاں اولاد سے محروم خواتین ”نوراتا“ بسر کرنے جاتی ہیں(۱) انہی خانقاہوں میں سے بیشتر بھنگ‘ چرس‘افیون ‘ گانجا اور ہیروئن جیسی منشیات کے کاروباری مراکز بنی ہوئی ہیں‘بعض خانقاہوں میں فحاشی بدکاری اور ہوس پرستی کے اڈے بھی بنے ہوئے ہیں(۲) بعض خانقاہیں مجرموں اور قاتلوں کی محفوظ پناہ گاہیں تصور کی جاتی ہیں

---

(۱) ملتان کے علاقہ میں ایسی بہت سی خانقاہیں جہاں بے اولاد خواتین نوراتوں کے لئے جا کر قیام کرتی ہیں اور صاحب مزار کے حضور نذر و نیاز پیش کرتی ہیں‘ مجاوروں کی خدمت اور سیوا کرتی ہیں اور یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ اس طرح صاحب مزار انہیں اولاد سے نواز دے گا‘ عرف عام میں اسے نوراتا کہا جاتا ہے۔

(۲) ویسے تو اخبارات میں آئے دن مزاروں اور خانقاہوں پر پیش آنے والے المناک واقعات لوگوں کی نظروں سے گزرتے ہی رہتے ہیں‘ہم یہاں مثال کے طور پر صرف ایک خبر کا حوالہ دینا چاہتے ہیں جو روزنامہ ”خبریں“ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی ہے وہ یہ کہ ضلع بہاولپور میں خواجہ حکیم الدین میرائی کے سالانہ عرس پر آنے والی بہاولپوری یونیورسٹی کی دو طالبات کو سجادہ نشین کے بیٹے نے اغوا کر لیا جبکہ ملزم کا باپ سجادہ نشین منشیات فروخت کرتے ہوئے پکڑا گیا۔

ان خانقاہوں کے گدی نشینوں اور مجاوروں کے حجروں میں جنم لینے والی حیاء سوز داستانیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے' ان خانقاہوں پر منعقد ہونے والے سالانہ عرسوں میں مردوں' عورتوں کا کھلے عام اختلاط' عشقیہ اور شرکیہ مضامین پر مشتمل قوالیاں (۱) ڈھول ڈھمکے کے ساتھ نوجان ملنگوں اور ملنگنیوں کی دھمالیں' کھلے بالوں کے

---

(۱) قوالی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے اولیاء کرام نے قوالی کا سہارا لیا اور یوں برصغیر میں قوالی اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنی' نامور قوال نصرت فتح علی خان نے اپنے انٹرویو میں دعوی کیا ہے کہ اسپین' فرانس' اور دوسرے بہت سے ممالک میں لاتعداد لوگ ہماری قوالی سننے کے بعد مسلمان ہوگئے (نوائے وقت فیملی میگزین ۱۲ تا ۱۸ مئی ۱۹۹۲) چنانچہ ہم نے چند نامور قوالوں کے کیسٹ حاصل کر کے سنے جن کے بعض حصے بطور نمونہ یہاں نقل کئے جا رہے ہیں' ان قوالیوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قوالیوں کے ذریعہ اولیاء کرام کس قسم کے اسلام کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے اور آج اگر لاتعداد لوگ مغربی ممالک میں قوالیاں سن کر واقعی مسلمان ہوئے ہیں تو وہ کس قسم کے مسلمان ہوئے ہیں۔

m ابن زہرہ کو بنایا گیا اولیاء انبیاء کو بلایا گیا مرحبا' مرحبا 'مرحبا ' مرحبا
جاگنے کو مقدر ہے انسان کا عرس ہے آج محبوب سبحان کا

m ہر طرف آج رحمت کی برسات ہے' آج کھلنے پر قفل مہمات ہے
ہر سو جلوہ آرائی ذات ہے ' کوئی بھرنے پہ کشکول حاجات ہے

m وحدت' وحدت' وحدت' وحدت' وحدت
تیرے خزانہ میں سوائے وحدت کے کیا رکھا ہے ؟

m مظہر ذات رب قدیر آپ ہیں 'دستگیر آپ ہیں
شاہ بغداد پیران پیر آپ ہیں ' دستگیر آپ ہیں

m پوری سرکار سب کی تمنا کرو
ہر بھکاری کی داتا جی جھولی بھرو

m کسے شئے دی نئیں داتا کول تھوڑ اے' پوری کرداں سوالیاں دی لوڑ اے
گل جھوٹ نہیں اللہ دی سونہہ میری ' توں سچے دلوں دیکھ منگ کے

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ساتھ عورتوں کے رقص، طوائفوں کے مجرے، تھیٹر اور فلموں کے مظاہر عام نظر آتے ہیں۔ دین خانقاہی کی انہی رنگ رلیوں اور عیاشیوں کے باعث گلی گلی، محلے محلے، گاؤں گاؤں، شہر شہر، نت نئے مزار تعمیر ہو رہے ہیں۔

رحیم یار خان (ضلع پنجاب پاکستان) میں دین خانقاہی کے علمبرداروں نے پیشہ ور ماہرین آثار قدیمہ سے بھی زیادہ مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے چودہ سو سال بعد رانجھے خاں کی بستی کے قریب برلب سڑک ایک صحابی رسول ﷺ کی قبر تلاش کر کے اس پر نہ صرف مزار تعمیر کر ڈالا بلکہ ''صحابی رسول خمیر بن ربیع کا روضہ مبارک'' کا بورڈ لگا کر اپنا کاروبار بھی شروع کر دیا ہے (۱) گزشتہ چند سالوں سے ایک نئی رسم دیکھنے میں آ رہی ہے وہ یہ کہ اپنی خانقاہوں کی رونق بڑھانے کے لئے بزرگوں کے مزارات پر رسول اکرم ﷺ کے اسمِ مبارک سے عرس منعقد کئے جانے لگے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار پر آج علامہ اقبال رحمہ اللہ کا یہ تبصرہ کس قدر درست ثابت ہو رہا ہے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے

m دل گناہ گار کا نہیں توڑدا ، خالی داتا کدے وی نہیں موڑدا
جھولی بھر دے گا مراداں نال تیری توں ، سچے دلوں دیکھ منگ کے
علی ساڈے دلا وچ ،علی ساڈے ساہوا ں وچ ،علی ساڈے آسے پاسے،علی اے نگاہواں وچ
علی داں ملنگ میں تے علی دا منگ میں تے علی دا ملنگ
m ہاڑاں تے طوفانان وچ کنارا مولا علی اے ،دکھیاں دے دلاں دا سہارا مولا علی اے
علی داں ملنگ میں تے علی دا منگ میں تے علی دا ملنگ
m نظر کرم دی کردہ سوہنا ، خالی جھولیاں بھردا سوہنا
m جیہڑا وی ایہہ ورد پکاندا ، مرشد بیڑی پار لگاندا
علی مولا علی مولا علی مولا دم علی علی دم علی علی دم علی علی
m جنہاں جنہاں کرلئی پہچان مولا علی دی ،اوہناں تائیں مل گئی امان مولا علی دی
دم علی دم علی دم علی مولا علی مولا علی مولا علی

(۱) ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء

ہونکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے　　　کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

دین خانقاہی کی تاریخ میں یہ دلچسپ اور انوکھا واقعہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایک بزرگ شیخ حسین لاہور (سنہ ۱۰۵۲ھ) ایک خوبصورت برہمن لڑکے ''مادھولال'' پر عاشق ہوگئے' پرستاران اولیاء کرام نے ''دونوں بزرگوں کا مزار شالی مار باغ لاہور کے دامن میں تعمیر کر دیا جہاں ہر سال ۸ جمادی الثانی کو دونوں بزرگوں کے مشترک نام ''مادھولال حسین'' سے بڑی دھوم دھام سے عرس منعقد کرایا جاتا ہے' جسے زندہ دلان لاہور عرف عام میں میلہ چراغاں کہتے ہیں۔ ''حضرت مادھولال'' کے دربار پر کندہ کتبہ بھی بڑا انوکھا اور منفرد ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''مزار پر انوار' مرکز فیض و برکات' راز حسن کا امین' معشوق محبوب نازنین' محبوب الحق' حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری'' یوں تو یہ مزار اور مقبرے تعمیر ہی عرسوں کے لئے کئے جاتے ہیں' چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں نہ معلوم کتنے ایسے عرس منعقد ہوتے ہیں جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں آتے' لیکن جو عرس ریکارڈ پر موجود ہیں ان پر ایک نظر ڈالئے اور اندازہ کیجئے کہ دین خانقاہی کا کاروبار کس قدر وسعت پذیر ہے' اور حضرتِ ابلیس نے جاہل عوام کو کی اکثریت کو کس طرح اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ تازہ ترین اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں ایک سال کے اندر ۶۳۴ عرس شریف منعقد ہوتے ہیں گویا ایک مہینے میں ۵۳ یا دوسرے الفاظ میں روزانہ ۱.۷ یعنی پونے دو عرس منعقد ہوتے ہیں جو عرس ریکارڈ پر نہیں یا جن کا اجراء دوران سال ہوتا ہے ان کی تعداد بھی شامل کی جائے تو یقیناً یہ تعداد دو عرس یومیہ سے بڑھ جائے گی (۱) ان اعداد وشمار کے مطابق مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرزمین پر اب ایسا کوئی سورج طلوع نہیں ہوتا جب یہاں عرسوں کے ذریعے شرک و بدعت کا بازار گرم کر کے اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت نہ دی جاتی ہو۔ (العیاذ باللہ)

عرسوں کا جدول اور تفصیل اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

---

(۱) یہ اعداد وشمار شمع اسلامی قانونی ڈائری ۱۹۹۲ء سے لئے گئے ہیں۔

پاکستان بھر میں منعقد ہونے والے عرسوں کی تفصیل

قمری مہینوں میں عرسوں کی تعداد:

محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذوالقعدہ	ذوالحجہ
۴۱	۲۴	۴۰	۱۸	۲۴	۵۰	۴۴	۶۰	۳۹	۲۱	۲۲	۳۸

قمری مہینوں میں عرسوں کی تعداد: ۴۳۹ بنتی ہے۔

عیسوی مہینوں میں عرسوں کی تعداد:

جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر
۸	۲	۱۵	۷	۱۱	۱۱	۵	۳	۶	۷	۹	۴

عیسوی مہینوں میں عرسوں کی تعداد: ۸۸ بنتی ہے۔

بکری مہینوں میں عرسوں کی تعداد:

پوہ	ماگھ	پھاگن	چیت	بیساکھ	جیٹھ	ہاڑھ	ساون	بھادوں	اسوج	کاتک	مگھر
۳	۳	۳	۲۵	۵	۱۷	۲۲	۴	۲	۹	۸	۶

بکری مہینوں میں عرسوں کی تعداد ۱۰۷ بنتی ہے۔

قمری، عیسوی اور بکری مہینوں کے حساب سے سال بھر میں منعقد ہونے والے عرسوں کی کل تعداد : ۶۳۴

عرسوں کے انعقاد میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ دوران رمضان المبارک بھی پورے زور وشور سے جاری رہتا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین خانقاہی میں اسلام کے بنیادی فرائض کا کس قدر احترام پایا جاتا ہے؟ یاد رہے رمضان المبارک کے روزوں کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ ''نبی اکرم ﷺ نے روزہ خوروں کو جہنم میں اس حالت میں دیکھا کہ الٹے لٹکے ہوئے ہیں ان کے منہ چیرے ہوئے

ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے‘‘۔(ابن خزیمہ) ہندوستان کے ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت بوعلی قلندرؒ کا عرس شریف بھی اسی مبارک مہینے (۱۳رمضان) میں پانی پت کے مقام پر منعقد ہوتا ہے دین خانقاہی میں رمضان کے علاوہ باقی فرائض کا کتنا احترام پایا جاتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صوفیاء کے نزدیک تصور شیخ (تصور شیخ یہ ہے کہ دوران نماز اپنے مرشد کا تصور ذہن میں قائم کیا جائے) کے بغیر ادا کی گئی نماز ناقص ہوتی ہے‘ حج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مرشد کی زیارت حج بیت اللہ سے افضل ہے۔ دین اسلام کے فرائض کے مقابلے میں دین خانقاہی کے علمبردار کانقاہوں‘ مزاروں‘ درباروں اور آستانوں کو کیا مقام اور مرتبہ دیتے ہیں اس کا اندازہ خانقاہوں میں لکھے گئے کتبوں‘ یا اولیاء کرام کے بارے میں عقیدتمندوں کے لکھے ہوئے اشعار سے لگایا جاسکتا ہے‘ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱ مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے

۲ مخدوم کا حجرہ بھی گلزار مدینہ ہے
یہ گنج فریدی کا انمول نگینہ ہے

۳ دل تڑپتا ہے جب روضے کی زیارت کے لئے
پاک پتن تیرے حجرے کو میں چوم آتا ہوں

۴ آرزو ہے کہ موت آئے تیرے کوچے میں
رشک جنت تیرے کلیر کی گلی پاتا ہوں

۵ چاچڑ وانگ مدینہ دسے تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدن تے باطن دے وچ اللہ

ترجمہ: چاچڑ (جگہ کا نام) مدینہ کی طرح ہے اور کوٹ مٹھن (جگہ کا نام) بیت اللہ شریف کی طرح ہے‘ ہمارا مرشد ‘پیر فرید ظاہر میں تو انسان ہے لیکن باطن میں اللہ ہے۔

بابا فرید گنج شکر---- کے مزار پر ’’زبدۃ الانبیاء (یعنی تمام انبیاء کرام کا سردار) کا کتبہ لکھا گیا ہے‘

سید علاؤالدین احمد صابری کلیری کے حجرہ شریف (پاک پتن) پر یہ عبارت کندہ ہے ''سلطان الاولیاء قطب عالم، غوث الغیاث، ہشت دہ ہزار عالمین (ولیوں کا بادشاہ، سارے جہان کا قطب، اٹھارہ ہزار جہانوں کے فریاد رسوں کا سب سے بڑا فریادرس)۔ حضرت لال حسین لاہور کے مزار پر ''غوث الاسلام والمسلمین'' (اسلام اور مسلمانوں کا فریادرس) کا کتبہ لگا ہوا ہے، سید علی ہجویری کے مزار پر لگایا گیا کتبہ قرآنی آیات کی طرح عرسوں میں پڑھا جاتا ہے '' گنج بخش، فیض عالم، مظہر نور خدا (خزانے عطا کرنے والا، ساری دنیا کو فیض پہنچانے والا، خدا کے نور کے ظہور کی جگہ)

غور فرمایئے جس دین میں توحید، رسالت، نماز، روزے اور حج کے مقابلے میں پیروں، بزرگوں، عرسوں، مزاروں اور خانقاہوں کو یہ تقدس اور مرتبہ حاصل ہو وہ دین محمد ﷺ سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ نے ارمغان حجاز کی ایک طویل نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس کے خطاب کی جو تفصیل لکھی ہے اس میں ابلیس مسلمانوں کو دین اسلام کا باغی بنانے کے لئے اپنی شوری کے ارکان کو جو ہدایت دیتا ہے ان میں سب سے آخری ہدایت دین خانقاہی پر بڑا جامع تبصرہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہ میں اسے   پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

ہمارے جائزے کے مطابق متذکرہ بالا ۶۴ ۳ خانقاہوں یا آستانوں میں سے بیشتر گدیاں ایسی ہیں جو وسیع و عریض جاگیروں کے مالک ہیں صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی حتی کہ سینیٹ میں بھی ان کی نمائندگی موجود ہوتی ہے۔ صوبائی اور قومی اسمبلی کی نشستوں میں ان کے مقابل کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہونے کی جراءت نہیں کرسکتا۔

کتاب و سنت کے نفاذ کے علمبرداروں اور اسلامی انقلاب کے داعیوں نے اپنے راستے کے اس سنگ گراں کے کے بارے میں بھی کبھی سنجیدگی سے غور کیا ہے؟

۴۔ فلسفہ وحدت الوجود، وحدت الشہود اور حلول

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان عبادت اور ریاضت کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے

کہ اسے کائنات کی ہر چیز میں اللہ نظر آنے لگتا ہے یا وہ ہر چیز کو اللہ کی ذات کا جزء سمجھنے لگتا ہے' تصوف کی اصطلاح میں اس عقیدہ کو وحدت الوجود کہا جاتا ہے' عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی کرنے کے بعد انسان کی ہستی اللہ کی ہستی میں مدغم ہو جاتی ہے اور وہ دونوں (خدا اور انسان) ایک ہو جاتے ہیں' اس عقیدے کو وحدت الشہود یا ''فنا فی اللہ'' کہا جاتا ہے' عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی سے انسان کا آئینہ دل اس قدر لطیف اور صاف ہو جاتا ہے کہ اللہ کی ذات خود اس انسان میں داخل ہو جاتی ہے جسے حلول کہا جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو ان تینوں اصطلاحات کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں اور وہ یہ کہ ''انسان اللہ کی ذات کا جزء اور حصہ ہے'' یہ عقیدہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہندو مت کے عقیدہ ''اوتار'' بدھ مت کے عقیدہ ''نرواں'' اور جین مت کے ہاں بت پرستی کی بنیاد یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے (۱) یہودیوں نے فلسفہ حلول کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا (جزء) قرار دیا۔ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں' اہل تشیع اور اہل تصوف' کے عقائد کی بنیاد بھی یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔ صوفیاء کے سرخیل جناب حسین بن منصور حلاج (ایرانی) نے سب سے پہلے کھلم کھلا یہ دعویٰ کیا کہ خدا اس کے اندر حلول کر گیا ہے اور اَنَا الحق (میں اللہ ہوں) کا نعرہ لگایا منصور بن حلاج کے دعویٰ خدائی کی تائید اور توصیف کرنے والوں میں علی ہجویری اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور سلطان الاولیاء خواجہ

۱۔ مسلمانوں میں اس کی ابتداء عبداللہ بن سبا نے کی جو یمن کا یہودی تھا' عہد نبوی میں یہودیوں کی ذلت و رسوائی کا انتقام لینے کے لئے منافقانہ طور پر عہد فاروقی (یا عہد عثمانی) میں ایمان لایا اپنے مذموم عزائم بروئے کار لانے کے لئے حضرت علیؓ کو مافوق البشر ہستی باور کرانا شروع کیا بالآخر اپنے معتقدین کا ایک ایسا حلقہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا جو حضرت علیؓ کو خلافت کا اصل حقدار اور باقی خلفاء کو غاصب سمجھنے لگا اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں سیدنا عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت واقع ہوئی جمل اور صفین کی خون ریز جنگیں ہوئیں اس سارے عرصہ میں عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکار حضرت علیؓ کا ساتھ دیتے رہے اور فتنے پیدا کرنے کے مواقع کی تلاش کرتے رہے 'حضرت علیؓ سے محبت اور عقیدت کے نام پر بالآخر اس نے حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ کا روپ یا اوتار کہنا شروع کر دیا اور مشکل کشا' حاجت روا 'عالم الغیب' اور حاضر ناظر جیسی خدائی صفات ان سے منسوب کرنا شروع کر دیں' اس مقصد کے حصول کے لئے بعض روایات بھی وضع کی گئیں مثلاً جنگ احد میں جب رسول اکرم زخمی ہو گئے تو جبریل نے آ کر کہا (اے محمد ﷺ) نادعلیا والی دعا پڑھو یعنی علی کو پکارو' جب رسول اکرم ﷺ نے یہ دعا پڑھی تو حضرت علیؓ فوراً آپ کی مدد کو آئے اور کفار کو قتل کر کے آپ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو قتل ہونے سے بچا لیا ۔(اسلامی تصوف میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش از پروفیسر یوسف سلیم چشتی صفحہ ۳۴)

نظام الدین اولیاء جیسے کبار اولیاء کرام شامل ہیں ہم یہاں مثال کے طور پر جناب احمد رضا خاں بریلوی کے الفاظ نقل کرنے پر ہی اکتفا کریں گے فرماتے ہیں ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے اِنِّـی اَنَا اللّٰہُ یعنی میں اللہ ہوں' کیا درخت نے یہ کہا تھا؟ حاشا' بلکہ اللہ نے' یونہی یہ حضرات (اولیاء کرام) انا الحق کہتے وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں(۱) (احکام شریعت صفحہ ۹۳) حضرت بایزید بسطامی نے بھی اسی عقیدے کی بنیاد پر یہ دعوی کیا سُبْحَانِیْ مَا أَعْظَمُ شَأْنِیْ (میں پاک ہوں میری شان بلند ہے) وحدت الوجود یا حلول کا نظریہ ماننے والے حضرات کو نہ تو خود خدائی کا دعویٰ کرنے میں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے' نہ ہی ان کے پاس کسی دوسرے کے دعوی خدائی کو مسترد کرنے کا کوئی جواز ہوتا ہے(۲) یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کی شاعری میں رسول اکرم ﷺ اور اپنے پیرو مرشد کو اللہ کا روپ یا اوتار کہنے کے عقیدہ کا اظہار بکثرت پایا جاتا ہے' چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

(۱) خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے

(۲) بجاتے تھے جوانی عبدہ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی أنا اللہ بن کے لکلیں گے

(۳) شریعت کا ڈر ہے وگرنہ یہ کہہ دوں
خدا خود رسول خدا بن کے آیا ہے

۱۔ شریعت و طریقت از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ ۷۴

۲۔ یہاں ایک واقعہ کا تذکرہ یقیناً قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا جسے ''حقیقت الوجود'' کے مصنف عبدالحکیم انصاری نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہے ''ہمارے ایک چشتیہ خاندان کے پیر بھائی صوفی جی کے نام سے مشہور تھے ایک دن میرے پاس آئے تو ہم مل کر چائے پینے لگے چائے پیتے پیتے صوفی جی کے چہرے پر ''کیفیت'' کے اثر نمایاں ہوئے چہرہ سرخ ہوگیا آنکھوں میں لال ڈورے ابھر آئے پھر کچھ نشہ کی سی حالت طاری ہوئی یکا یک صوفی جی نے سر اٹھایا اور کہنے لگے ''بھائی جان میں خدا ہوں'' اس پر میں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے صوفی جی سے کہا '' آپ خدا ہیں تو اسے جوڑ دیجئے'' صوفی جی نے دونوں ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو ملا کر ان پر ''توجہ'' فرمائی لیکن کیا بننا تھا ساتھ ہی ان کی وہ کیفیت بھی غائب ہوگئی جس کی وجہ سے وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے تھے۔ (شریعت و طریقت صفحہ ۹۴)۔

(۴) وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

(۵) بندگی سے آپ کی ہم کو خداوندی ملی
ہے خداوند جہاں بندہ رسول اللہ کا

(٦) پیر کامل صورت ظلِّ الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا

ترجمہ: کامل پیر گویا ظل الٰہ ہے' ایسے پیر کی زیارت خدا کی زیارت ہے۔

(۷) جھلّے لوگ جہاں دے بھلے پھر دے سب
سامنے دیکھ کے پیر نو فیر دی پچھدے رب

ترجمہ: وہ لوگ بیوقوف ہیں اور بھٹکے ہوئے ہیں جو پیر کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی رب کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

(۸) مردان خدا ' خدا نہ باشد
لیکن زخدا ' جدا نہ باشد

ترجمہ: خدا کے بندے خدا تو نہیں ہوتے' لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

(۹) اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام
رکھ لیا خواجہ غریب نواز

(۱۰) چاچڑ وانگ دسے تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچہ اللہ

جناب احمد رضا خاں بریلوی نے رسول اکرم ﷺ میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے ساتھ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی میں رسول اکرم ﷺ کے حلول کو بھی تسلیم کیا ہے فرماتے ہیں ''حضور پر نور (یعنی رسول اکرم ﷺ) مع اپنی صفات جمال وجلال وافضال کے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم پر متجلی ہیں جس طرح ذات

احدیت (یعنی اللہ تعالیٰ) مع جملہ صفات ونعوت وجلالیت آئینہ محمدی میں تجلی فرما ہے (۱)

قدیم وجدید صوفیاء کرام نے فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کو درست ثابت کرنے کے لئے بڑی طول وطویل بحثیں کی ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ آج کے سائنسی دور میں عقل اسے تسلیم کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ’جس طرح عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث ’’ایک میں سے تین اور تین میں سے ایک‘‘ عام آدمی کے لئے نا قابل فہم ہے اسی طرح صوفیاء کا یہ فلسفہ ’’کہ انسان اللہ میں یا اللہ انسان میں حلول کئے ہوئے ہے‘‘ نا قابل فہم ہے‘ اگر یہ فلسفہ درست ہے تو اس کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ انسان ہی درحقیقت اللہ ہے اور اللہ ہی درحقیقت انسان ہے‘ اگر امر واقعہ یہ یہ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ عابد کون ہے اور معبود کون؟ ساجد کون ہے مسجود کون؟ خالق کون مخلوق کون؟ حاجت مند کون حاجت روا کون؟ مرنے والا کون مارنے والا کون؟ زندہ ہونے والا کون زندہ کرنے والا کون؟ گنہگار کون بخشنے والا کون؟ روز جزاء حساب لینے والا کون ہے دینے والا کون؟ اور پھر جزاء یا سزا کے طور پر جنت یا جہنم میں جانے والے کون ہیں اور بھیجنے والا کون؟ اس فلسفہ کو تسلیم کر لینے کے بعد انسان‘ انسان کا مقصد تخلیق اور آخرت یہ ساری چیزیں کیا ایک معمہ اور چیستاں نہیں بن جاتیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں واقعی مسلمانوں کا یہ عقیدہ قابل قبول ہے تو پھر یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ’’ابن اللہ‘‘ کیوں قابل قبول نہیں؟ مشرکین کا یہ عقیدہ کہ انسان اللہ کا جزء ہے کیوں قابل قبول نہیں؟ (۲) وحدت الوجود کے قائل بت پرستوں کی بت پرستی کیوں قابل قبول نہیں

حقیقت یہ ہے کہ کسی انسان کو اللہ کی ذات کا جزء سمجھنا (یا اللہ کی ذات میں مدغم سمجھنا) یا اللہ تعالیٰ کو کسی انسان میں مدغم سمجھنا ایسا کھلا اور عریاں شرک فی الذات ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب بھڑک سکتا ہے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا (جزء) قرار دیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو تبصرہ فرمایا ہے اس کا ایک ایک لفظ قابل غور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ شریعت وطریقت صفحہ ۴۷۔ ۲۔ وَجَعَلُوْا لَهُ جُزْءًا (۴۳ : ۱۵) اور انہوں نے اس کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جز بنا ڈالا (سورۃ زخرف آیت ۱۵)

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللهِ شَيْئًا اِنْ أَرَدَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا مریم کا بیٹا، مسیح ہی اللہ ہے اے نبی کہو اگر اللہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھے؟ اللہ تو زمین اور آسمانوں کا اور ان سب چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان پائی جاتی ہیں جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (سورہ مائدہ آیت ۱۷) ۃ

سورۃ مریم میں اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں ان لوگوں کو تنبیہہ کی گئی ہے جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جز قرار دیتے ہیں ارشاد مبارک ہے۔

﴿ وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ، لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ، تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضَ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ، أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴾

ترجمہ: وہ کہتے ہیں رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے سخت بیہودہ بات ہے جو تم گھڑ لائے ہو قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ (سورہ مریم آیت ۸۸-۹۱)

بندوں کو اللہ کا جزء یا بیٹا قرار دینے پر اللہ تعالیٰ کے اس شدید غصہ اور ناراضگی کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ کسی کو اللہ کا جزء قرار دینے کا زلازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس بندے میں اللہ تعالیٰ کی صفات تسلیم کی جائیں مثلاً یہ کہ وہ حاجت روا اور اختیارات اور قوتوں کا مالک ہے یعنی شرک فی الذات کا لازمی نتیجہ شرک فی الصفات ہے اور جب کسی انسان میں اللہ کی صفات تسلیم کر لی جائیں تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی رضا حاصل کی جائے، جس کے لئے بندہ تمام مراسم عبودیت، رکوع وسجود، نذر و نیاز، اطاعت اور فرمانبرداری، بجالاتا ہے یعنی شرک فی الصفات کا لازمی نتیجہ ہے شرک فی العبادت، گویا شرک فی الذات ہی سب سے بڑا دروازہ ہے دوسری انواع شرک کا، جیسے ہی یہ دروازہ کھلتا ہے ہر نوع کے شرک کا آغاز ہونے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ شرک فی

الذات پر اللہ تعالیٰ کا غیض وغضب اس قدر بھڑکتا ہے کہ ممکن ہے آسمان پھٹ جائے، زمین دولخت ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کا یہ کھلم کھلا اور عریاں تصادم ہے عقیدہ توحید کے ساتھ جس میں بے شمار مخلوق خدا پیری مریدی کے چکر میں آکر پھنسی ہوئی ہے۔ دینِ اسلام کی باقی تعلیمات پر وحدت الوجود اور حلول کے کیا اثرات ہیں یہ ایک الگ تفصیل طلب موضوع ہے جو ہماری کتاب کے موضوع سے ہٹ کر ہے اس لئے ہم مختصراً چند باتوں کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) رسالت

صوفیاء کے نزدیک ولایت، نبوت اور رسالت دونوں سے افضل ہے (۱) شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں ''نبوت کا مقام درمیانی درج ہے ولی سے نیچے اور رسالت سے اوپر (۲) بایزید بسطامی کا ارشاد ہے ''میں نے سمندر میں غوطہ لگایا جبکہ انبیاء اس کے ساحل پر ہی کھڑے ہیں'' نیز فرماتے ہیں ''میرا جھنڈا قیامت کے روز محمد ﷺ کے جھنڈے سے بلند ہوگا'' (۳) (حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''پیر کا فرمان رسول اللہ کے فرمان کی طرح ہے'' (٤) حافظ شیرازی کا ارشاد ہے ''اگر تجھے بزرگ پیر اپنے مصلے کو شراب میں رنگین کرنے کا حکم دے تو ضرور ایسا کر کہ سالک (سلوک کی) منزلوں کے آداب سے ناواقف نہیں ہوتا (۵)

ا۔ اہل تشیع کے نزدیک بھی ولایت علی (یا امامت علی) نبوت سے افضل ہے یہ ثابت کرنے کے لئے بعض روایات بھی وضع کی گئی ہیں لو لا علی لما خلقت (یعنی اگر علی نہ ہوتے تو اے محمدؐ میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا) اسلامی تصوف میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش صفحہ ۸۳) اس سے قبل جنگ احد میں ناد علی کی روایت آپ پڑھ ہی چکے ہیں، یہ عجیب اتفاق ہے کہ اہل تشیع اور اہل تصوف کے بنیادی عقائد بالکل یکساں ہیں دونوں فرقے حلول کو تسلیم کرتے ہیں دونوں کی عقیدت کا مرکز حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، دونوں کے نزدیک ولایت نبوت سے افضل ہے اہل تشیع کے ائمہ معصومین کائنات کے ذرہ ذرہ کے مالک ومختار ہیں، جبکہ اہل تصوف کے اولیاء کرام مافوق الفطرت قوت اور اختیارات کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ ۲۔ شریعت وطریقت صفحہ ۱۱۸، ۳۔ شریعت وطریقت صفحہ ۱۲۰، ۴۔ تصوف کی تین اہم کتابیں صفحہ ۶۹۔ ۵۔ شریعت وطریقت صفحہ ۱۵۲

(ب) قرآن وحدیث

دین اسلام کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک ان دونوں کا مقام اور مرتبہ کیا ہے اس کا اندازہ ایک مشہور صوفی عفیف الدین تلمسانی کے اس ارشاد سے لگائیے۔ ''قرآن میں توحید ہے کہاں ؟ وہ تو پورے کا پورا شرک سے بھرا ہوا ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کبھی توحید کے بلند مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا'' (۱) (امام ابن تیمیہ ازکوکن عمری صفحہ ۳۲۱) حدیث شریف کے بارے میں جناب بایزید بسطامی کا یہ تبصرہ پڑھ لینا کافی ہوگا ''تم (اہل شریعت) نے اپنا علم فوت شدہ لوگوں (یعنی محدثین) سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اسی ذات سے حاصل کیا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے (یعنی براہ راست اللہ تعالیٰ سے) ہم لوگ کہتے ہیں میرے دل نے اپنے رب سے روایت کیا اور تم کہتے ہو فلاں (راوی) نے مجھ سے روایت کیا (اور اگر سوال کیا جائے کہ) وہ راوی کہاں ہے؟ جواب ملتا ہے مر گیا (اور اگر پوچھا جائے کہ) اس فلاں (راوی) نے فلاں (راوی) سے بیان کیا تو وہ کہاں ہے؟ جواب وہی کہ مر گیا ہے (۳) قرآن وحدیث کا یہ استہزاء اور تمسخر اور اس کے ساتھ ہوائے نفس کی اتباع کے لئے ''حدثنی قلبی عن ربی'' (میرے دل نے میرے رب سے روایت کیا) (٤) کا پرفریب جواز کس قدر جسارت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں؟ امام ابن الجوزی اس باطل دعویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جس نے۔ حَدَّثَنِیْ قَلْبِی عَنْ رَبِّیْ کہا اس نے در پردہ اس بات کا اقرار کیا وہ رسول اللہ ﷺ سے مستغنی ہے، پس جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے'' (٥)

(ج) عبادت اور ریاضت

صوفیاء کے ہاں نماز روزہ زکاۃ حج وغیرہ کا جس قدر احترام پایا جاتا ہے اس کا تذکرہ اس سے قبل دین خانقاہی میں گزر چکا ہے یہاں ہم صوفیاء کی عبادت اور ریاضت کے بعض ایسے خودساختہ طریقوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جنہیں صوفیاء کے ہاں بڑی قدر ومنزلت سے دیکھا جاتا ہے لیکن کتاب وسنت میں ان کا جواز تو

۱۔ شریعت وطریقت صفحہ ۱۵۲۔ ۲۔ بحوالہ سابق ۳۔ بحوالہ سابق ۴۔ فتوحات مکیہ از ابن العربی صفحہ ۵۷ جلد اول، ۵۔ تلبیس ابلیس صفحہ ۳۷۴

کیا شدید مخالفت پائی جاتی ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ پیران پیر (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) پندرہ سال تک نماز عشاء کے بعد طلوع صبح سے پہلے ایک قرآن شریف ختم کرتے آپ نے یہ سارے قرآن پاک ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر ختم کئے (۱) نیز خود فرماتے ہیں ''میں پچیس سال تک عراق کے جنگلوں تنہا پھرتا رہا ایک سال تک ساگ گھانس اور پھینکی ہوئی چیزوں پر گزارا کرتا رہا اور پانی مطلقا نہ پیا پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال صرف پانی پر گزارہ کرتا رہا پھر ایک سال تک نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا'' (۱) (غوث الثقلین صفحہ ۸۳)

۲۔ حضرت بایزید بسطامی تیس سال تک شام کے جنگلوں میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے ایک سال آپ حج کو گئے تو ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے یہاں تک کہ بارہ سال میں مکہ معظّمہ پہنچے (۲) (صوفیاءِ نقشبندی صفحہ ۱۵۵)

۳۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری کثیر المجاہدہ تھے ستر برس تک رات بھر نہیں سوئے (۳) (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۵۵)

۴۔ حضرت فرید الدین گنج شکر نے چالیس روز کنویں میں بیٹھ کر چلہ کشی کی (٤) (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۷۸)

۵۔ حضرت جنید بغدادی کامل تین سال تک عشاء ی نماز پڑھنے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر اللہ اللہ کرتے رہے (٥) (صوفیاءِ نقشبند صفحہ ۷۹)

٦۔ خواجہ محمد چشتی نے اپنے مکان میں ایک گہر کنواں کھدوا رکھا تھا جس میں الٹے لٹک کر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے (٦) (سیر الاولیاء صفحہ ٤٦)

۷۔ حضرت ملا شاہ قادری فرمایا کرتے تھے ''تمام عمر ہم کو غسلِ جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل، نکاح اور نیند سے متعلق ہیں ہم نے نہ نکاح کیا ہے نہ سوتے ہیں (۷) (حدیقۃ الاولیاء صفحہ ۵۷)

۱۔ شریعت و طریقت صفحہ ۴۳۱، ۲۔ بحوالہ سابق صفحہ ۵۹۱ ۳۔ بحوالہ سابق صفحہ ۵۹۱، ۴۔ بحوالہ سابق صفحہ ۳۴۰، ۵۔ بحوالہ سابق صفحہ ۴۹۱، ٦۔ بحوالہ سابق صفحہ ۴۳۱، ۷۔ بحوالہ سابق صفحہ ۲۷۱

عبادت اور ریاضت کے یہ تمام طریقے کتاب وسنت سے تو دور ہی ہیں لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جس قدر یہ طریقے کتاب وسنت سے دور ہیں اسی قدر ہندو مذہب کی عبادت اور ریاضت کے طریقوں سے قریب ہیں، آئندہ صفحات میں ہندو مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ دونوں مذاہب میں کس کس قدر نا قابل یقین حد تک یگانت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

(د) جزاوسزا

فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کے مطابق چونکہ انسان خود تو کچھ بھی نہیں بلکہ وہی ذات برحق کائنات کی ہر چیز (بشمول انسان) میں جلوہ گر ہے لہذا انسان وہی کرتا ہے جو ذات برحق چاہتی ہے انسان اسی راستے پر چلتا ہے جس پر وہ ذات برحق چلانا چاہتی ہے۔

''انسان کا اپنا کوئی ارادہ ہے نہ اختیار'' اس نظریے نے اہل تصوف کے نزدیک نیکی اور برائی، حلال اور حرام اطاعت اور نافرمانی، ثواب وعذاب، جزاء وسزا کا تصور ہی ختم کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر صوفیاء حضرات نے اپنی تحریروں میں جنت اور دوزخ کا تمسخر اور مذاق اڑایا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء اپنے ملفوظات فوائد الفوائد میں فرماتے ہیں قیامت کے روز حضرت معروف کرخی کو حکم ہوگا بہشت میں چلو وہ کہیں گے ''میں نہیں جاتا میں نے تیری بہشت کے لئے عبادت نہیں کی تھی'' چنانچہ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ انہیں نور کی زنجیروں میں جکڑ کر کھینچتے کھینچتے بہشت میں لے جاؤ(۱)

حضرت رابعہ بصری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک روز داہنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور بائیں ہاتھ میں آگ کا انگارہ لیا اور فرمایا یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے، اس جنت کو جہنم پر انڈیلتی ہوں تاکہ نہ رہے جنت نہ رہے جہنم اور خالص اللہ کی عبادت کریں

(ھ) کرامات

صوفیاء کرام، وحدت الوجود اور حلول کے قائل ہونے کی وجہ سے خدائی اختیارات رکھتے ہیں، اس

۱۔ شریعت وطریقت ص ۵۰۰

لئے زندوں کو مار سکتے ہیں، مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں، ہوا میں اڑ سکتے ہیں، قسمتیں بدل سکتے ہیں ۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ا۔ایک دفعہ پیران پیر عبدالقادر جیلانی نے مرغی کا سالن کھا کر ہڈیاں ایک طرف رکھ دیں، ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا **قُمْ بِاِذْنِ اللهِ** تو وہ مرغی زندہ ہوگئی ۔(سیرت غوث صفحہ ۱۹۱)

۲۔ایک گویئے کی قبر پر پیران پیر نے **قُمْ بِاِذْنی** کہا قبر پھٹی اور مردہ گاتا ہوا نکل آیا" (تفریح الخاطر صفحہ ۱۹)

۳۔خواجہ ابو اسحاق چشتی جب سفر کا ارادہ فرماتے تو دو سو آدمیوں کے ساتھ آنکھ بند کر کر فوراً منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے"۔(تاریخ مشائخ چشت از مولانا زکریا صفحہ ۱۹۲)

۴۔"سید مودود چشتی کی وفات ۹۷ سال کی عمر میں ہوئی آپ کی نماز جنازہ اول رجال الغیب (فوت شدہ بزرگ) نے پڑھی پھر عام آدمی نے، اس کے بعد جنازہ خود بخود اڑنے لگا اس کرامت سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا"۔(تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۶۰)

۵۔خواجہ عثمان ہارونی نے وضو کا دوگانہ ادا کیا اور ایک کمسن بچے کو گود میں لے کر آگ میں چلے گئے اور دو گھنٹے اس میں رہے آگ نے دونوں پر کوئی اثر نہ کیا اس پر بہت سے آتش پرست مسلمان ہو گئے"۔(تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۲۴)

۶۔ایک عورت خواجہ فریدالدین گنج شکر کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا بادشاہ نے میرے بے گناہ بچے کو تختہ دار پر لٹکوا دیا ہے چنانچہ آپ اصحاب سمیت وہاں پہنچے اور کہا" الٰہی اگر یہ بے گناہ تو اسے زندہ کر دے" لڑکا زندہ ہو گیا اور ساتھ چلنے لگا یہ کرامت دیکھ کر (ایک) ہزار ہندو مسلمان ہو گئے ۔(اسرار الاولیاء صفحہ ۱۱۱-۱۱۰)

۷۔ایک شخص نے بارگاہ غوثیہ میں لڑکے کی درخواست کی آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اتفاق سے لڑکی پیدا ہوگئی آپ نے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور قدرت کا کرشمہ دیکھو جب گھر آیا تو اسے لڑکی کے بجائے لڑکا پایا "(سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۷)

۸۔پیران پیر غوث اعظم مدینہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد آرہے تھے راستے میں ایک چور ملا جو لوٹنا چاہتا تھا، جب چور کو علم ہوا کہ آپ غوث اعظم ہیں تو قدموں پر گر پڑا اور زبان پر" یا سیدی عبدالقادر شیئا

للہ'' جاری ہوگیا آپ کواس کی حالت پر رحم آ گیا اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے غیب سے ندا آئی ''چور کو ہدایت کی رہنمائی کرتے ہوئے قطب بنا دو چنانچہ آپ کی اک نگاہ فیض سے وہ قطب کے درجہ پر فائز ہو گیا۔'' (سیرت غوثیہ صفحہ ۶۴۰)

۹۔میاں اسماعیل لاہور المعروف میاں کلاں نے صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت جب نگاہ کرم ڈالی تو دائیں طرف کےء مقتدی سب کے سب حافظ قرآن بن گئے اور بائیں طرف کے ناظرہ پڑھنے والے''۔(حدیقہ الاولیاء صفحہ ۱۷۶)

۱۰۔خواجہ علاؤالدین صابر کلیری کو خواجہ فریدالدین گنج شکر نے کلیر بھیجا ایک روز خواجہ صاحب امام کے مصلے پر بیٹھ گئے لوگوں نے منع کیا تو فرمایا ''قطب کا رتبہ قاضی سے بڑھ کر ہے'' لوگوں نے زبردستی مصلی سے اٹھا دیا حضرت کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہ ملی تو مسجد کو مخاطب کر کے فرمایا ''لوگ سجدہ کرتے ہیں تو بھی سجدہ کر'' یہ بات سنتے ہی مسجد مع چھت اور دیوار کے لوگوں پر گر پڑی اور سب لوگ ہلاک ہو گئے۔(حدیقہ الاولیاء صفحہ ۷۰)

(و) باطنیت

کتاب وسنت سے براہ راست متصادم عقائد وافکار پر پردہ ڈالنے کے لئے اہل تصوف نے باطنیت کا سہارا بھی لیا ہے۔کہا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث کے الفاظ کے دو دو معانی ہیں' ایک ظاہری دوسرے باطنی (یا حقیقی) یہ عقیدہ باطنیت کہلاتا ہے' اہل تصوف کے نزدیک دونوں معانی کو آپس میں وہی نسبت ہے جو چھلکے کو مغز سے ہوتی ہے' یعنی باطنی معنی ظاہری معنی سے افضل اور مقدم ہیں۔ظاہری معانی سے تو علماء واقف ہیں لیکن باطنی معانی کو صرف اہل اسرار ورموز ہی جانتے ہیں اس اسرار ورموز کا منبع اولیاء کرام کے مکاشفے' مراقبے' مشاہدے اور الہام یا پھر بزرگوں کا فیض اور توجہ قرار دیا گیا جس کے ذریعے شریعت مطہرہ کی من مانی تاویلیں کی گئیں مثلاً قرآن مجید کی آیت وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کی عبادت اس آخری گھڑی تک کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے (یعنی موت) (سورہ حجرات آیت ۹۹)

اہل تصوف کے نزدیک یہ علماء (اہل ظاہر) کا ترجمہ ہے اس کا باطنی یا حقیقی ترجمہ یہ ہے کہ ''صرف اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرو جب تک تمہیں یقین (معرفت) حاصل نہ ہو جائے'' یقین یا معرفت سے مراد معرفت الٰہی ہے یعنی جب اللہ کی پہچان ہو جائے تو صوفیاء کے نزدیک نماز، روزہ، زکوۃ حج اور تلاوت وغیرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اسی طرح سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ یعنی تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی'' یہ علماء کا ترجمہ ہے اور اہل اسرار ورموز کا ترجمہ یہ ہے ''تم نہ عبادت کرو گے مگر وہ اسی (یعنی اللہ) کی ہوگی جس چیز کی بھی عبادت کرو گے''، جس کا مطلب یہ ہے کہ تم خواہ کسی انسان کو سجدہ کرو یا قبر کو یا کسی مجسمے اور بت کو وہ در حقیقت اللہ ہی کی عبادت ہوگی ،کلمہ توحید لَا اِلٰــهَ اِلَّا الله کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں''، صوفیاء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے لا مــوجــود الا الله یعنی دنیا میں اللہ کے سوا کوئی چیز موجود نہیں -- اِلٰہ کا ترجمہ موجود کر کے اہل تصوف نے کلمہ توحید سے اپنا نظریہ وحدت الوجود تا ثابت کر دیا لیکن ساتھ ہی کلمہ توحید کی کلمہ شرک میں بدل ڈالا فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ ترجمہ جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا۔ (سورہ بقرہ آیت ۵۹)

باطنیت کے پردے میں کتاب وسنت کے احکامات اور عقائد کی من مانی تاویلوں کے علاوہ اہل تصوف نے کیف، جذب، مستی، استغراق، سکر، (بے ہوشی) اور صحو (ہوش) جیسی اصطلاحات وضع کر کے جسے چاہا حلال قرار دے دیا جسے چاہا حرام ٹھہرا دیا، ایمان کی تعریف یہ کی گئی کہ یہ دراصل عشق حقیقی (عشق الٰہی) دوسرا نام ہے اس کے ساتھ ہی یہ فلسفہ تراشا گیا کی عشق حقیقی کا حصول عشق مجازی کے بغیر ممکن ہی نہیں چنانچہ عشق مجازی کے لوازمات، غنا، موسیقی، رقص وسرور، سماع، وجد، حال وغیرہ اور حسن وعشق کی داستانوں اور جام وسبو کی باتوں سے لبریز شاعری مباح ٹھہری۔ شیخ حسین لاہوری جن کے ایک برہمن لڑکے کے ساتھ عشق کا قصہ سن کر ہم ''دین خانقاہی'' میں بیان کر چکے ہیں، کے بارے میں ''خزینۃ الاصفیاء'' میں لکھا ہے کہ ''وہ بہلول دریائی کے خلیفہ تھے چھتیس سال ویرانے میں ریاضت ومجاہدہ کیا رات کو داتا گنج بخش کے مزار پر اعتکاف بیٹھتے۔ آپ نے طریقہ ملامتیہ اختیار کیا چار ابرو کا صفایا، ہاتھ میں شراب کا پیالہ، سرور ونغمہ، چنگ ورباب، تمام قیود شرعی سے آزاد

جس طرف چاہتے نکل جاتے'' (شریعت وطریقت:۲۰۴) یہ ہے وہ باطنیت کے جس کے خوشنما پردے میں اہل ہوا وہوس دین اسلام کے عقائد ہی نہیں اخلاق اور شرم وحیا کا دامن بھی تارتار کرتے رہے اور پھر بھی بقول مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ۔

''نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے''

قارئین کرام! فلسفہ وحدت الوجود اور حلول کے نتیجے میں پیدا ہونے والی گمراہی کا یہ مختصر سا تعارف ہے جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو الحاد اور کفر وشرک کے راستہ پر ڈالنے میں اس باطل فلسفہ کا کتنا بڑا حصہ ہے؟

ہندو پاک کا قدیم مذہب' ہندومت

پندرہ سو سال قبل مسیح' جہاں گرد آرین اقوام وسط ایشیاء سے آکر وادی سندھ کے علاقے ہڑپہ اور موہنجوڈارو میں آباد ہوئیں۔ یہ علاقے اس وقت برصغیر کی تہذیب وتمدن کا سرچشمہ سمجھے جاتے تھے۔ ہندوؤں کی پہلی مقدس کتاب ''رگ وید'' انہی آرین اقوام کے مفکرین نے لکھی جو ان کی دیوی دیوتاؤں کی عظمت کے گیتوں پر مشتمل ہے۔ یہیں سے ہندو مذہب کی ابتدا ہوئی (مقدمہ ارتھ شاستر از محمد اسماعیل ز بح صفحہ ۵۹) جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو مذہب گزشتہ ساڑھے تین ہزار سال سے برصغیر کی تہذیب وتمدن' معاشرت اور مذاہب پر اثر انداز ہوتا چلا آرہا ہے۔

ہندومت کے علاوہ بدھ مت اور جین مت کا شمار بھی قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے بدھ مت کا بانی گوتم بدھ ۴۸۳ ق۔م۔ میں پیدا ہوا اور ۵۶۳ ق۔م۔ میں اسی (۸۰) سال کی عمر پا کر فوت ہوا جبکہ جین مت کا بانی مہاویر جین ۵۲۷ ق۔م۔ میں پیدا ہوا اور بہتر (۷۲) سال کی عمر پا کر ۵۹۹ ق۔م۔ میں فوت ہوا' جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں مذاہب بھی کم از کم چار پانچ سو سال قبل مسیح سے برصغیر کی تہذیب وتمدن' معاشرت اور مذاہب پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

ہندومت' بدھ مت اور جین مت تینوں مذاہب وحدت الوجود اور حلول کے فلسفہ پر ایمان رکھتے

ہیں۔ بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھ کو اللہ تعالیٰ کا اوتار سمجھ کر اس کے مجسموں اور مورتیوں کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں' جین مت کے پیروکار مہاویر کے مجسمے کے علاوہ تمام مظاہر قدرت مثلاً' سورج' چاند' ستارے' حجر' شجر' دریا' سمندر' آگ اور ہوا وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں' ہندو مت کے پیروکار اپنی قوم کی عظیم شخصیات (مرد وعورت) کے مجسموں کے علاوہ مظاہر قدرت کی پرستش بھی کرتے ہیں ہندو کتب میں اس کے علاوہ جن چیزوں کو قابل پرستش کہا گیا ہے ان میں گائے (بشمول گائے کا مکھن' دودھ' گھی' پیشاب اور گوبر) بیل' آگ' پیپل کا درخت' ہاتھی' شیر' سانپ' چوہے' سور اور بندر بھی شامل ہیں ان کے بت اور مجسمے بھی عبادت کے لئے مندروں میں رکھے جاتے ہیں عورت اور مرد کے اعضاء تناسل بھی قابل پرستش سمجھے جاتے ہیں چنانچہ شیو جی مہاراج کی پوجا اس کے مردانہ عضو تناسل کی پوجا کر کے کی جاتی ہے اور شکستی دیوی کی پوجا اس کے زنانہ عضو تناسل کی پوجا کر کے کی جاتی ہے [۱]

برصغیر میں بت پرستی کے قدیم ترین تینوں مذاہب کے مختصر تعارف کے بعد ہم ہندو مذہب کی بعض تعلیمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں تا کہ یہ اندازہ کیا جا سکے کہ برصغیر پاک و ہند میں شرک کی اشاعت اور ترویج میں ہندو مت کے اثرات کس قدر گہرے ہیں۔

(الف) ہندو مذہب میں عبادت اور ریاضت کے طریقے

ہندو مذہب کی تعلیمات کے مطابق نجات حاصل کرنے کے لئے ہندو دور جنگلوں اور غاروں میں رہتے اپنے جسم کو ریاضتوں سے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے۔ گرمی' سردی' بارش اور ریتلی زمینوں پر ننگے بدن رہنا اپنی ریاضتوں کا مقدس عمل سمجھتے جہاں یہ اپنے آپ کو دیوانہ وار تکلیفیں پہنچا کر انگاروں پر لوٹ کر' گرم سورج میں ننگے بدن بیٹھ کر' کانٹوں کے بستر پر لیٹ کر' درختوں کی شاخوں پر گھنٹوں لٹک کر اور اپنے ہاتھ کو بے حرکت بنا کر' یا سر سے اونچا لے جا کر اتنے طویل عرصے تک رکھتے تا کہ وہ بے حس ہو جائیں اور سوکھ کر کانٹا بن

۱۔ گذشتہ دنوں وشو ہندو پریشد کے رہنما رام چندر جی نے کھڑاؤں کی پوجا اور پرستش کرنے کی مہم کا باقاعدہ آغاز کیا' اخبارات میں جو تصاویر شائع ہوئیں ان میں رام چندر جی اعلیٰ قسم کی کھڑاویں پکڑ کر تعظیماً کھڑے نظر آ رہے ہیں (ملاحظہ ہو نوائے وقت ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء گویا اب مذکورہ بالا اشیاء کے ساتھ کھڑاویں بھی ہندوؤں کی مقدس اشیاء میں شامل ہو گئی ہیں۔

جائیں۔ان جسمانی آزار کی ریاضتوں کے ساتھ ہندومت میں دماغی اور روحانی مشقتوں کو بھی نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا چنانچہ ہندو تنہا شہر سے باہر غور وفکر میں مصروف رہتے اور ان میں سے بہت سے جھونپڑیوں میں اپنے گرو کی رہنمائی میں گروپ بنا کر بھی رہتے۔ان میں سے کچھ گروپ بھیک پر گزارہ کرتے ہوئے سیاحت کرتے ان میں سے کچھ مادر زاد برہنہ رہتے اور کچھ لنگوٹی باندھ لیتے۔ بھارت کے طول وعرض میں اس قسم کے جٹا دھاری یا ننگ دھڑنگ اور خاکستر میلے سادھوؤں کی ایک بڑی تعداد' جنگلوں' دریاؤں اور پہاڑوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے' اور عام ہندو معاشرے میں ان کی پوجا تک کی جاتی ہے۔(مقدمہ ارتھ شاستر:۹۹)

روحانی قوت اور ضبط نفس کے حصول کی خاطر ریاضت کا ایک اہم طریقہ ''یوگا'' کا ایجاد کیا گیا جس پر ہندومت بدھ مت اور جین مت کے پیروکار سبھی عمل کرتے ہیں اس طریقہ ریاضت میں یوگی اتنی دیر تک سانس روک لیتے ہیں کہ موت کا شبہ ہونے لگتا ہے دل کی حرکت کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔سردی گرمی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی یوگی طویل ترین فاقے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں ارتھ شاستر کے نامہ نگار کا اس طرز ریاضت پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں مغربی علم الاجسام کے ماہرین کے لئے تو حیران کن ہوسکتی ہیں لیکن مسلم صوفیاء کے لئے چنداں حیران کن نہیں' کیونکہ اسلامی تصوف کے بہت سے سلسلوں بالخصوص نقشبندی کے سلسلے فنا فی اللہ یا فنا فی الشیخ یا ذکر قلب کے اوراد میں حبس دم کے کئی طریقے ہیں جن پر صوفیاء عامل ہوتے ہیں۔(مقدمہ ارتھ شاستر:۱۲۹)

یوگا عبادت کا ایک بھیانک نظارہ سادھوؤں اور یوگیوں کا دہکتے ہوئے شعلہ فشاں انگاروں پر ننگے قدم چلنا اور بغیر جلے سالم نکل آنا' تیز دھار نوکیلے خنجر سے ایک گال سے دوسرے گال تک اور ناک کے دونوں حصوں تک اور دونوں ہونٹوں کے آر پار خنجر اتار دینا اور اس طرح گھنٹوں کھڑے رہنا' تازہ کانٹوں اور نوکیلی کیلوں کے بستر پر لیٹے رہنا یا رات دن دونوں پیروں یا ایک پیر کے سہارے کھڑے رہنا یا ایک ٹانگ اور ایک ہاتھ کو اس طویل عرصہ تک بے مصرف بنا دینا کہ وہ سوکھ جائے یا مسلسل الٹے لٹکے رہنا' ساری عمر ہر موسم اور بارش میں برہنہ رہنا' تمام عمر سنیاسی یعنی کنوارا رہنا یا اپنے تمام اہل خانہ سے الگ ہوکر بلند پہاڑوں کے غاروں میں گیان دھیان کرنا وغیرہ بھی یوگا عبادت کے مختلف طریقے ہیں۔اسے ہندو یوگی ہندو دھرم یا دیدانت یعنی

تصوف کے مظاہر قرار دیتے ہیں۔(مقدمہ ارتھ شاستر:۱۳۰)

ہندومت اور بدھ مت میں جنتر منتر اور جادو کے ذریعہ عبادت کا طریقہ بھی رائج ہے عبادت کا یہ طریقہ اختیار کرنے والوں کو''تانترک''فرقہ کہتے ہیں یہ لوگ جادوئی منتر جیسے آدم منی''پدمنی او''یوگا کے انداز میں گیان دھیان کونجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں قدیم ویدک لٹریچر بتاتا ہے کہ سادھواوران کے بعض طبقات جادواور سفلی عملیات میں مہارت حاصل کرنے کے عمل دہرایا کرتے تھےاس فرقہ میں تیز بے ہوش کرنے والی شرابوں کا پینا' گوشت اور مچھلی کھانا' جنسی افعال کا بڑھ چڑھ کرکرنا' غلاظتوں کو غذا بنانا مذہبی رسموں کے نام پر قتل کرنا جیسی قبیح اور مکروہ حرکات بھی عبادت سمجھی جاتی ہیں۔(مقدمہ ارتھ شاستر:۱۱۷)

(ب)ہندو بزرگوں کے مافوق الفطرت اختیارات

جس طرح مسلمانوں کے غوث' قطب' نجیب' ابدال' ولی' فقیر' اور درویش وغیرہ مختلف مراتب اور مناصب کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں' جنہیں مافوق الفطر قوت اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں اسی طرح ہندوؤں میں رشی' منی' مہاتما' اوتار' سادھوٗ سنت' سنیاسی' یوگی' شاستری' اور چتھر ویدی وغیرہ مختلف مراتب اور مناصب کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں جنہیں مافوق الفطرت قوت اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے مطابق یہ بزرگ ماضی حال اور مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں' جنت میں دوڑتے ہوئے جاسکتے ہیں' دیوتاؤں کے دربار میں ان کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا جاتا ہے' یہ اتنی زبردست جادوئی طاقت کے مالک ہوتے ہیں کہ اگر چاہیں تو پہاڑوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں یہ ایک نگاہ سے اپنے دشمنوں کو جلا کر خاکستر کر سکتے ہیں' تمام فصلوں کو برباد کر سکتے ہیں' اگر یہ خوش ہوجائیں تو پورے شہر کو تباہی سے بچا لیتے ہیں دولت میں زبردست اضافہ کر سکتے ہیں قحط سالی سے بچا سکتے ہیں' دشمنوں کے حملے روک سکتے ہیں۔(مقدمہ ارتھ شاستر:۹۹-۱۰۰)منی وہ مقدس انسان ہیں جو کوئی کپڑا نہیں پہنتے' ہوا کو بطور لباس استعمال کرتے ہیں' جن کی غذا ان کی خاموشی ہے' وہ ہوا میں اڑ سکتے ہیں اور پرندوں سے اوپر جا سکتے ہیں یہ منی تمام انسانوں کے اندر پوشیدہ خیالوں کو جانتے ہیں کیونکہ انہوں نے وہ شراب پی ہوئی ہے جو عام انسانوں کے لئے زہر ہے۔(بحوالہ

سابق) شیو جی کے بیٹے لارڈ گنیش کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ کسی بھی مشکل کو آسان کر سکتے ہیں اگر چاہیں تو کسی کے لئے بھی مشکل پیدا کر سکتے ہیں اس لئے بچہ جب پڑھنے کی عمر کو پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اسے گنیش کی کی پوجا کرنا ہی سکھایا جاتا ہے۔ (بحوالہ سابق : ۹۸)

(ج) ہندو بزرگوں کی بعض کرامات

ہندوؤں کی مقدس کتب میں اپنے بزرگوں سے منسوب بہت سی کرامات کا تذکرہ ملتا ہے ہم یہاں دو چار مثالوں پر ہی اکتفا کریں گے۔

(ا) ہندوؤں کی مذہبی کتاب رامائن میں رام اور راون کا طویل قصہ دیا گیا ہے کہ رام اپنی بیوی سیتا کے ساتھ جنگلات میں زندگی بسر کر رہا تھا لنکا کا راجہ راون اس کی بیوی کو اغوا کر کے لے گیا رام نے ہنومان (بندروں کے شہنشاہ) کی مدد سے خونی جنگ کے بعد اپنی بیوی واپس حاصل کر لی لیکن مقدس قوانین کے تحت اسے بعد میں الگ کر دیا۔ سیتا یہ غم برداشت نہ کر سکی اور اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے لئے آگ میں کود گئی اگنی دیوتا جو مقدس آگ کے مالک ہیں انہوں نے آگ کو حکم دیا کہ وہ بجھ جائے اور سیتا کو نہ جلائے اس طرح سیتا دہکتی ہوئی آگ سے سالم نکل آئی اور اپنے بے داغ کردار کا ثبوت فراہم کر دیا۔ (مقدمہ ارتھ شاستر : ۱۰۱-۱۰۲)

(۲) ایک بار بدھ مت کے درویش (بھکشو) نے یہ معجزہ دکھلایا کہ ایک پتھر سے ایک ہی رات میں اس نے ہزاروں شاخوں والا آم کا درخت پیدا کر دیا۔ (۱)

(۳) محبت کے دیوتا (کاما) اور اس کی دیوی (رتی) اور ان دیوی دیوتاؤں کے دوست خاص طور

---

(۱) ایک طرف بدھ مت کے بھکشو کا یہ معجزہ اور دوسری طرف بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کے بارے میں یہ دلچسپ خبر ملاحظہ ہو' حیدر آباد کی خوبصورت جھیل میں ایک چھوٹے جہاز سے گوتم بدھ کا مجسمہ پھسل کر جھیل میں گر گیا مجسمہ کا وزن ۴۵۰ ٹن تھا اور اسے ۹ مئی کو بودھ پورنیا کے موقع پر نقاب کشائی کے لئے نصب کیا جانا تھا' یہ مجسمہ دنیا کا سب سے بڑا مجسمہ تھا' اس حادثہ میں (گوتم بدھ کو بچاتے بچاتے) دس افراد جھیل میں ڈوب گئے اور چھ افراد زخمی ہوئے (نوائے وقت ۱۱ مارچ ۱۹۹۰ء) مشرکین کے معبودوں کی اصل حقیقت تو یہی ہے خواہ بدھسٹوں کے ہوں یا ہندوؤں کے یا مسلمانوں کے لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُوْفَكُوْنَ (سورہ فاطر : ۳) ترجمہ: اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔

سے موسم بہار کے خدا جب باہم کھیلتے تو ''کاما دیوتا'' اپنے پھولوں کے تیروں سے ''شیو دیوتا'' پر بارش کرتے اور شیو دیوتا اپنی تیسری آنکھ سے ان تیروں پر نگاہ ڈالتے تو یہ تیر بجھی ہوئی خاک کی شکل میں تباہ ہو جاتے اور وہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہتا کیونکہ وہ جسمانی شکل سے آزاد تھا۔(مقدمہ ارتھ شاستر:۹۰)

(۴)ہندوؤں کے ایک دیوتا لارڈ گنیش کے والد شیو جی کے بارے میں روایت ہے کہ دیوی پاروتی(۱)(ان کی بیوی کا نام) نے ایک دن تہیہ کیا کہ لارڈ شیو ان کے غسل کے وقت شرارتاً غسل خانہ میں گھس کر انہیں پریشان کرتے ہیں چنانچہ اس کا سدباب کرنے کے لئے ایک انسانی پتلا بنایا اور اس میں جان ڈال کر اسے غسل خانے کے دروازے پر پہرہ کے لئے بٹھا دیا پھر یہ ہوا کہ شیو جی حسب عادت دیوی پاروتی کے چھیڑنے اور ستانے کے لئے غسل خانہ کی سمت چلے آئے۔ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے غسل خانہ کے دروازے پر ایک خوبصورت بچے کو پہرہ دیتے دیکھا شیو جی نے غسل خانے میں گھسنے کی کوشش کی تو اس بچے نے راستہ روک لیا شیو جی کو اس مزاحمت پر اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے ترشول (تین نوک کا نیزہ) سے اس کا سر کاٹ کر دھڑ سے الگ کر دیا' دیوی پاروتی کے لئے یہ قتل شدید صدمے کا موجب بنا تب شیو جی نے ملازمین کو حکم دیا کہ وہ فوری کسی کا سر کاٹ کر لے آئیں' ملازمین بھاگ نکلے تو سب سے پہلے ان کا سامنا ہاتھی سے ہوا اور وہ ہاتھی کا سر کاٹ کے لے آئے شیو جی نے بچے کے دھڑ پر ہاتھی کا سر جما کر پھر سے جان ڈال دی اور دیوی پاروتی بچے کی نئی زندگی سے بہت خوش ہوئیں۔(۲)

ہندومت کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مسلمانوں کے ایک بڑے فرقہ ''اہل تصوف'' کے عقائد اور تعلیمات ہندو مذہب سے کس قدر متاثر ہیں عقیدۃ الوحدت الوجود اور حلول یکساں۔عبادت اور ریاضت کے طریقے یکساں۔بزرگوں کے مافوق الفطرت اختیارات یکساں اور بزرگوں کی کرامات کا سلسلہ بھی یکساں اگر کوئی فرق ہے تو وہ ہے صرف ناموں کا۔تمام معاملات میں ہم آہنگی اور یکسانیت پا لینے کے بعد ہمارے لئے ہندوستان کی تاریخ میں ایسی مثالیں باعث تعجب نہیں رہتیں کہ ہندو

---

(۱): ہندوان تینوں شخصیتوں کے بت اور مورتیاں تراش کر پوجتے ہے۔ (۲): روزنامہ سیاست' کالم فکر و نظر' حیدرآباد الہند۔ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۱ء۔

لوگ، مسلمان پیروں فقیروں کے مرید کیوں بن گئے اور مسلمان ہندو سادھو اور جوگیو کے گیان دھیان میں کیوں حصہ لینے لگے (۱) اس اختلاط کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندو پاک کے مسلمانوں کی اکثریت جس اسلام پر آج عمل پیرا ہے اس پر کتاب وسنت کی بجائے ہندو مذہب کے نقوش کہیں زیادہ گہرے اور نمایاں ہیں۔

۶۔ حکمران طبقہ

برصغیر پاک وہند میں شرک وبدعت کے اسباب تلاش کرتے ہوئے یہ بات کہی جاتی ہے کہ چونکہ یہاں اسلام پہلی صدی ہجری کے آخر میں اس وقت پہنچا جب محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے ۹۳ھ میں سندھ فتح کیا اس وقت محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور اس کی افواج کے جلد واپس چلے جانے کی وجہ سے اولاً اسلام خالص کتاب وسنت کی شکل میں پہنچا ہی نہیں ثانیاً اسلام کی یہ دعوت بڑے محدود پیمانے پر تھی یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانواں کی اکثریت کے افکار واعمال میں مشرکانہ اور ہندوانہ رسم ورواج بڑے واضح اور نمایاں ہیں۔

تاریخی اعتبار سے یہ بات درست ثابت نہیں ہوتی امر واقعہ یہ ہے کہ سرزمین برصغیر عہد فاروقی (۱۵ھ) سے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ورود مسعود سے بہرہ ور ہونی شروع ہوگئی تھی عہدِ فاروقی اور عہد عثمانی میں اسلامی ریاست کے زیر نگیں آنے والے ممالک میں شام، مصر، عراق، یمن، ترکستان، سمرقند، بخارا، ترکی، افریقہ اور ہندوستان میں مالا بار، جزائر سراندیپ، مالدیپ، گجرات اور سندھ کے

---

(۱): زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حافظ غلام قادر اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور غوث الاغواث اور محبوب خدا تھے جن کا فیض روحانی ہر خاص وعام کے لئے اب تک جاری ہے یہی وجہ تھی کہ ہندو، سکھ، عیسائی، ہر قوم اور فرقہ کے لوگ آپ سے فیض روحانی حاصل کرتے تھے، آپ کے عرس میں تمام فرقوں کے لوگ شامل ہوتے تھے آپ کے تمام مریدان باصفا فیض روحانی سے مالا مال اور پابند شرع شریف ہیں (ریاض السالکین صفحہ ۲۷۲ بحوالہ شریعت وطریقت صفحہ ۷۷۴) دوسری طرف اسماعیلیہ فرقہ کے پیر شمس الدین صاحب کشمیر تشریف لائے تو تقیہ کرکے اپنے آپ کو یہاں کے باشندوں کے رنگ میں رنگ لیا ایک دن جب ہندو دسہرے کی خوشی میں گربا رقص کررہے تھے پیر صاحب بھی اس رقص میں شریک ہوگئے اور ۲۸ گربا گیت تصنیف فرمائے اسی طرح ایک دوسرے پیر صدرالدین صاحب (اسماعیلی) نے ہندوستان میں آکر اپنا ہندووانہ نام "ساہ دیو" (بڑادرویش) رکھ لیا اور لوگوں کو بتایا کہ وشنو کا دسواں اوتار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظاہر ہوچکا ہے، اس کے پیروصوفیوں کی زبان میں محمد اور علی کی تعریف کے بھجن گایا کرتے تھے۔ (اسلامی تصوف میں غیراسلامی تصوف کی آمیزش صفحہ ۳۲-۳۳)

علاقے شامل تھے اس عرصہ میں سرزمین ہند میں تشریف لانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد ۲۵، تابعین کی تعداد ۳۷ اور تبع تابعین کی تعداد ۱۵ بتائی جاتی ہے۔(۲) گویا پہلی صدی ہجری کے آغاز میں ہی اسلام برصغیر پاک و ہند میں خالص کتاب وسنت کی شکل میں پہنچ گیا تھا اور ہندومت کے ہزاروں سالہ پرانے اور گہرے اثرات کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کی سعی جمیلہ کے نتیجہ میں مسلسل وسعت پذیر تھا، جو بات تاریخی حقائق سے ثابت ہے وہ یہ کہ جب کبھی موحد اور مومن افراد برسر اقتدار آئے تو وہ اسلام کی شان وشوکت میں اضافے کا باعث بنے۔ محمد بن قاسم کے سلطان سبکتگین۔ سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کا عہد (۹۸۶ تا ۱۱۷۵ء) اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس دور میں اسلام برصغیر کی ایک زبردست سیاسی اور سماجی قوت بن گیا تھا اس کے برعکس جب کبھی ملحد اور بے دین قسم کے لوگ سریر آرائے حکومت ہوئے تو وہ اسلام کی پسپائی اور رسوائی کا باعث بنے اس کی ایک واضح مثال عہدِ اکبری ہے جس میں سرکاری طور پر لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ أَكْبَرُ خَلِيْفَةُ اللهِ مسلمانوں کا کلمہ قرار دیا گیا۔ اکبر کو دربار میں باقاعدہ سجدہ کیا جاتا، نبوت، وحی، حشر نشر اور جنت دوزخ کا مذاق اڑایا جاتا، نماز، روزہ حج اور دیگر اسلامی شعائر پر کھلا اعتراضات کئے جاتے سود، جوا اور شراب حلال ٹھہرائے گئے سور کو ایک مقدس جانور قرار دیا گیا ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا۔ دیوالی، دسہرہ، راکھی، پونم، شیوراتری جیسے تہوار ہندوانہ رسوم کے ساتھ سرکاری سطح پر منائے جاتے ہیں (۲) ہندو مذہب کے احیاء اور شرک کے پھیلاؤ کا اصل سبب ایسے ہی بے دین اور اقتدار پرست مسلمان حکمران تھے۔

تقسیم ہند کے بعد اجائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت اور بھی واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ شرک و بدعت اور لادینیت کو پھیلانے یا روکنے میں حکمرانوں کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے ہمارے نزدیک ہر پاکستانی کو اس سوال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ دنیا کی وہ واحد ریاست جو کم وبیش نصف صدی قبل محض کلمہ توحید لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آئی تھی اس میں آج بھی کلمہ توحید کے نفاذ کا دور دور کوئی

---

(۲): ملاحظہ ہو ''اقلیم ہند میں اشاعت اسلام'' از گازی عزیر۔ (۲): تجدید واحیائے دین از سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ ۸۰

نشان نظر نہیں آرہا؟ اگر اس کا سبب جہالت قرار دیا جائے تو جہالت ختم کرنے کی ذمہ داری حکمرانوں پر تھی اگر اس کا سبب نظام تعلیم قرار دیا جائے تو دین خانقاہی کے علمبرداروں کو راہ راست پر لانا بھی حکمرانوں کی ذمہداری تھی لیکن المیہ تو یہ ہے کہ توحید کے نفاذ کے مقدس فریضہ کی بجا آوری تو رہی دور کی بات، ہمارے حکمران کو دکتاب وسنت کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنتے آئے ہیں۔سرکاری سطح پر شرعی حدود کو ظالمانہ قرار دینا' قصاص' دیت اور قانون شہادت کو دقیانوسی کہنا' اسلامی شعائر کا مذاق اڑانا' سودی نظام کے تحفظ کے لئے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانا' عائلی قوانین اور فیملی پلاننگ جیسے غیر اسلامی منصوبے زبردستی مسلط کرنا ' ثقافتی طائفوں' قوالوں' مغنیوں اور موسیقاروں کو پذیرائی بخشنا(۱) سال نو اور جشن آزادی جیسی تقاریب کے بہانے شراب وشباب کی محفلیں منعقد کرنا ہمارے عزت مآب حکمرانوں کا معمول بن چکا ہے دوسری طرف خدمت اسلام کے نام پر حکمران (الا ماشاء اللہ) جو کارنامے سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں ان میں سب سے نمایا اور سرفہرست دین خانقاہی سے عقیدت کا اظہار اور اس کا تحفظ شاید ہمارے حکمرانوں کے نزدیک اسلام کا سب سے امتیازی وصف یہی ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مرحوم محمد ضیاء الحق تک اور حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ سے لے کر حفیظ جالندھری تک تمام قومی لیڈروں کے خوبصورت سنگ مرمر کے منقش مزار تعمیر کرائے جائیں ان پر مجاور (گارڈ) متعین کیے جائیں قومی دنوں میں ان مزاروں پر حاضری دی جائے۔پھولوں کی چادریں چڑھائی جائیں۔سلامی دی جائے فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کے ذریعے انہیں ثواب پہنچانے کا شغل فرمایا جائے تو یہ دین اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔

یاد رہے بانی پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے باقاعدہ ایک الگ مینجمنٹ بورڈ قائم ہے جسکے ملازمین سرکاری خزانے سے تنخواہ پاتے ہیں گزشتہ برس مزار کے تقدس کے خاطر سینٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے مزار کے اردگرد ۶ فرلانگ کے علاقہ میں مزار سے بلند کسی بھی عمارت کی تعمیر پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔(روزنامہ جنگ ۱۳ اگست ۱۹۹۱ء)(۲)

---

(۱): ایک ضیافت میں وزیراعظم نے پولیس بینڈ کی دلکش دھنوں سے خوش ہو کر بینڈ ماسٹر کو پچاس ہزار روپیہ ... بقیہ اگلے صفحہ پر

۱۹۷۵ء میں شہنشاہ ایران نے سونے کا دروازہ سید علی ہجویری ----- کے مزار کی نذر کیا جسے پاکستان کے اس وقت کے وزیر اعظم نے اپنے ہاتھوں سے دربار میں نصب فرمایا۔ ۱۹۸۹ء میں وفاقی گورنمنٹ نے جھنگ میں ایک مزار کی تعمیر و تزئین کے لئے ۶۸ لاکھ روپیہ کا عطیہ سرکاری خزانے سے ادا کیا(۱) ۱۹۹۱ء میں سید علی ہجویری کے عرس کے افتتاح وزیر اعلیٰ پنجاب نے مزار کو ۴۰ من عرق گلاب سے غسل دے کر کیا(۲) جبکہ امسال ''داتا صاحب'' کے ۹۴۸ ویں عرس کے افتتاح کے لئے جناب وزیر اعظم صاحب بنفس نفیس تشریف لے گئے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی' فاتحہ خوانی کی' مزار سے متصل مسجد میں نماز عشاء ادا کی اور دودھ کی سبیل کا افتتاح کیا نیز ملک میں شریعت کے نفاذ کشمیر اور فلسطین کی آزادی افغانستان میں امن واستحکام اور ملک کی یک جہتی ترقی اور خوشحالی کے لئے دعائیں کیں۔ (۳) گزشتہ دنوں وزیر اعظم صاحب ازبکستان تشریف لے گئے جہاں انہوں نے چالیس لاکھ ڈالر (تقریبا ایک کروڑ روپیہ پاکستانی) امام بخاری رحمہ اللہ کے مزار کی تعمیر کے لئے بطور عطیہ عنایت فرمائے (۴)

مذکورہ بالا چند مثالوں کے بین السطور' اہل بصیرت کے سمجھنے کے لئے بہت کچھ موجود ہے ایسی سرزمین جس کے فرمانروا خود ''خدمتِ اسلام'' سرانجام دے رہے ہوں وہاں کے عوام کی اکثریت اگر گلی گلی 'محلّہ محلّہ' گاؤں گاؤں' شب و روز مراکز شرک قائم کرنے میں مصروف عمل ہوں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ کہا جاتا ہے **الناس علی دین ملوکھم** (یعنی عوام اپنے حکمرانوں کے دین پر چلتے ہیں)

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے   صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ.........

انعام دیا۔ (الاعتصام ۵ جون ۱۹۹۲ء) (۲): یاد رہے مکہ معظّمہ میں بیت اللہ شریف کی عمارت کے اردگرد بیت اللہ شریف سے دوگنی تگنی بلند و بالا عمارتیں موجود ہیں جو مسجد الحرام کے بالکل قریب واقع ہیں اسی طرح مدینہ منورہ میں روضہ رسول ﷺ کے اردگرد روضہ مبارک سے دوگنی تگنی بلند و بالا عمارتیں موجود ہیں جن میں عام لوگ رہائش پذیر ہیں۔ علماء کرام کے نزدیک ان رہائشی عمارتوں کی وجہ سے نہ تو بیت اللہ شریف کا تقدس مجروح ہوتا ہے نہ روضہ رسول ﷺ کا۔ اس صفحہ کا حاشیہ

(۱): صحیفہ اہل حدیث کراچی ۱۶ دسمبر ۱۹۸۹ء (۲) روزنامہ جنگ ۲۳ جولائی ۱۹۹۱ء (۳): روزنامہ جنگ ۱۹ اگست ۱۹۹۲ء

(۴): مجلّہ الدعوۃ اگست ۱۹۹۲ء

پس چہ باید کرد؟

جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ انسانی معاشرے میں تمام تر شر وفساد کی اصل بنیاد شرک ہی ہے شرک کا زہر جس قدر تیزی سے معاشرے میں سرایت کر رہا ہے اسی تیزی سے پوری قوم ہلاکت اور بربادی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے اس صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ عقیدہ توحید کا شعور رکھنے والے لوگ انفرادی اور اجتماعی، ہر سطح پر شرک کے خلاف جہاد کا عزم کریں انفرادی سطح پر سب سے پہلے اپنے اپنے گھروں میں اہل وعیال پر توجہ دیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم بھی ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾

ترجمہ :اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔(سورۃ تحریم آیت ۶)اس کے بعد اپنے عزیز واقارب دوست واحباب پر توجہ دی جائے اور پھر گلی گلی ، محلّہ محلّہ اور بستی بستی جا کر عقیدہ توحید کی دعوت پیش کی جائے لوگوں کو شرک کی ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جائے۔

اجتماعی سطح پر ملک میں اگر کوئی گروہ یا جماعت خالص توحید کی بنیاد پر غلبہ اسلام کے لئے جدوجہد کر رہی ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے کوئی فرد یا ادارہ یہ مقدس فریضہ انجام دے رہا ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے، کوئی اخبار، جریدہ یا رسالہ اس کارِ خیر میں مصروف ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے، شرک اپنے سامنے ہوتے دیکھنا اور پھر اسے روکنے یا مٹانے کے لئے جدوجہد نہ کرنا سراسر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے ایک حدیث شریف میں ارشاد مبارک ہے۔

''جب لوگ کوئی خلاف شرع کام ہوتے دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل فرما دے''۔(ابن ماجہ، ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے رہو، اور برائی سے

روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کردے گا' پھر تم اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعا بھی قبول نہیں کرے گا''۔(ترمذی)

غور فرمائیے اگر عام گناہوں سے لوگوں کو نہ روکنے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوسکتا ہے تو پھر شرک جسے خود اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا گناہ (ظلم) قرار دیا ہے------کو نہ روکنے پر عذاب کیوں نازل نہ ہوگا؟ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص خلاف شرع کام ہوتا دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر دل سے ہی برا جانے' اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔(مسلم شریف)

پس اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاؤ' اور ہر حال میں شرک کے خلاف جہاد کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو' جو جان دے سکتا ہے وہ جان سے کرے' جو مال سے کرسکتا ہو وہ مال سے کرے' جو ہاتھ سے کرسکتا ہو وہ ہاتھ سے کرے' جو زبان سے کرسکتا ہوں وہ زبان سے کرے' جو قلم سے کرسکتا ہوں وہ قلم سے کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

ترجمہ: نکلو' خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ' یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ (سورہ توبہ آیت ۴۱)۔

اخوانکم فی الاسلام

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان